Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, ISSN (Online): 2618-1363

Issue 3,Vol 5,July-September,2023

شمارہ۳، جلد۵، جولائی— ستمبر، ۲۰۲۳

رحمِ مادر میں زندگی کے آثار: قدیم اور جدید فقھاء کی آرا کا میڈیکل سائنس کی روشنی میں تقابلی جائزہ

A comparative study of Modern and Classical jurists Opinions about life of fetus in the womb

معراج احمد صدیقی[1]

وصی الرحمن[2]

Keywords: *modern and Classical jurists, medical science*

Abstract:

The system that Allah Almighty has created regarding the different stages in the birth of a human being and in the womb, amazes the human intellect and attracts the contemplation of human creation, as well as challenging the non-Muslims to admit that there is such a hidden power that can create a human being with such strange Power.

Undoubtedly, in the Qur'an and Hadith, various stages related to the fetus in the womb have been mentioned in great detail, in which there is also a description that after the entire body is formed in the mother's womb, the child's age, sustenance, death, misfortune, or good fortune and destiny would be written, and then the last step comes to start the signs of life putting the soul.

In this article we will try to address the difference of opinions, the importance of this topic increases day by day a lot, because the orders of sanctity of abortion, disgust, or obscenity are based on it, and it will be discussed in detail in this article.

[1] ۔رئیس دارالافتاء جامعہ حنیفیہ کراچی۔

[2] ۔ایم فل سکالر، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی اسلام آباد۔

موضوع کا تعارف:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش اور رحمِ مادر میں مختلف مراحل کے حوالے سے جو نظام بنایا ہے وہ انسانی عقل کو حیران بھی کرتا ہے اور تخلیقِ انسانی پر غور و فکر کی طرف راغب بھی کرتا ہے اور منکرین کو چیلنج کرتا ہے کہ کیا کوئی ہے ایسا کہ جو اِس قدر دقیق اور باریک بینی کے ساتھ اور احسن طریقہ پر انسان کی تخلیق کر سکے؟

بلاشبہ قرآن و حدیث میں رحمِ مادر میں جنین کے متعلق مختلف مراحل کا بڑی تفصیل سے ذکر ہوا ہے، جس میں یہ تفصیل بھی موجود ہے کہ رحمِ مادر میں پورا جسم بننے کے بعد بچہ کی عمر، رزق، موت اور بد بخت یا نیک بخت ہونے کی تقدیر لکھی جاتی ہے اور پھر آخری مرحلہ زندگی کے آثار شروع ہونے یعنی رُوح ڈالنے کا آتا ہے۔

رحمِ مادر میں تبدیلی کے مراحل اور زندگی کے آثار شروع ہونے کے حوالہ سے جو روایات آئی ہیں اُن سے دو طرح کے فہم لیے گئے ہیں، ایک فہم کے مطابق یہ مراحل چار (4) ماہ میں پورے ہوتے ہیں اور پھر زندگی کے آثار شروع ہو جاتے ہیں، یہ فہم قدیم فقہاء و اطبّاء کا ہے، جب کہ دوسرے فہم کے مطابق یہ مراحل چالیس (40) سے پینتالیس (45) دنوں میں ہی پورے ہو جاتے ہیں اور پھر زندگی کے آثار شروع ہو جاتے ہیں اور یہ فہم بعض جدید فقہاء و اطبّاء کا ہے۔

اِسی اختلاف کی بناء پر اِس موضوع کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے، کیوں کہ اِسی پر اسقاطِ حمل کی حرمت، کراہت یا اباحت کے احکامات مرتّب ہوتے ہیں اس مقالہ میں اس پر تفصیلی بات کی جائے گی۔

جنین کی لغوی و اصطلاحی تعریف۔

جنین کی لغوی تعریف:

جنین لغت کے اعتبار سے اُس بچے کو کہتے ہیں جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہو، اس کی جمع أجنة اور أجنٍ ہے۔ جنین کا اطلاق ''ہر چھپی ہوئی چیز'' پر ہوتا ہے، رحم بھی چونکہ چھپا ہوا ہوتا ہے اِس لیے اُس میں موجود بچہ کو جنین کہا جاتا ہے۔

جنین کی اِصطلاحی تعریف:

جنین کی اِصطلاحی تعریف لغوی تعریف کی طرح ہے، البتہ فقہاءِ شافعیہ میں سے علامہ ابو الحسن علی بن محمد ماوردیؒ نے امام محمد بن ادریس شافعیؒ سے روایت کرتے ہوئے اِس کی تعریف کچھ یوں بیان کی ہے کہ:

قال الشافعي رضي الله عنه: وَأَقَلُّ مَا يَكُونُ بِهِ جَنِينًا أَنْ يُفَارِقَ الْمُضْغَةَ وَالْعَلَقَةَ حَتَّى يَتَبَيَّنَ مِنْهُ شَيْءٌ مِنْ خَلْقِ آدَمِيٍّ أُصْبَعٍ أَوْ ظُفُرٍ أَوْ عَيْنٍ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ۔[3] امام شافعیؒ نے فرمایا: جنین ہونے کی کم از کم مقدار یہ ہے کہ "مضغة" "علقة" کا مرحلہ گزار کر اُس سے جدا ہو جائے یہاں تک کہ انسانی بناوٹ میں سے انگلی یا کان یا آنکھ یا اِس کے مثل کوئی چیز اُس میں ظاہر ہو جائے۔

امام شافعیؒ سے مروی تعریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ماں کے پیٹ میں موجود بچہ جنین اُس وقت کہلاتا ہے کہ جب مضغة (خون کا لوتھڑا) علقة (گوشت کے لوتھڑے) میں بدل جائے اور کچھ انسانی اعضاء کی بناوٹ ظاہر ہونے لگے۔

---

[3]۔علی بن محمد بن محمد ماوردی، الحاوي الكبير شرح مختصر المزني، (بیروت، دار الكتب العلمية، 1999ھ)، ج12، ص385

رُوح کی لغوی واصطلاحی تعریف۔

رُوح سے متعلق بحث کرنے یانہ کرنے کے حوالے سے دو آراء ہیں:

ایک رائے کے مطابق رُوح کی لغوی واصطلاحی تعریف میں نہیں جاناچاہیے،اِس حوالہ سے توقّف اختیار کرناچاہیے،چونکہ رُوح "أَمْرِ رَبِّي" ہےاور شریعت نےاِس سے متعلق بحث نہیں کی ہے لہٰذااِس سے اجتناب کرناچاہیے،اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتاہے کہ :

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُوح قُلِ الرُوح مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾[4] یہ لوگ تم سےرُوح کے متعلق پوچھتے ہیں، کہو! یہ رُوح میرے رب کے حکم سے آتی ہے، مگر تم لوگوں نے علم سے کم ہی بہرہ پایاہے۔

جب کہ دوسری طرف فقہاء نے اجتہاد کی راہ اختیار کرتے ہوئے رُوح کی لغوی واصطلاحی تعریف بھی بیان کی ہےاوراس سے متعلق مباحث بھی تفصیلاً بیان کیے ہیں، تعریف کا بیان اور مباحث کی تفصیلات دراصل اِس وجہ سے کی گئی ہیں چونکہ معترضین پُر زور انداز سے رُوح کے وجود کا انکار کررہے تھے، لہٰذااُن لوگوں کی تردید کے پیشِ نظر نقلی و عقلی دلائل دے کر رُوح کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر کو سامنے لایا گیا۔

رُوح کی لغوی تعریف:

رُوح کا لغوی معنی ریح یعنی ہَوا ہے،رُوح ریح سے مشتق ہےاوراس کی جمع أَرْوَاحٌ آتی ہے،اِسی طرح رُوح لغةً نفس کے معنی میں بھی استعمال ہوتاہے،چاہے وہ نفس مذکر ہو یامؤنث،دونوں اِس کے تحت آتے ہیں۔

احمد بن فارس رُوح کی لغوی تعریف یوں کرتے ہیں کہ :

"فالرُوح رُوح الإِنسان، وإنّما هو مشتق من الرِّيح۔"[5] یعنی رُوح انسان کی رُوح ہےاور یہ ریح سے مشتق ہے۔

اور محمد بن قاسم انباری لکھتے ہیں کہ :"الرُوح :رُوح الإِنسان؛ يقال: هي النفس۔"[6]

انسان کی رُوح کو نفس کہا جاتا ہے۔

بہر حال خلاصۂ کلام یہ ہے کہ رُوح لغوی معنی کے اعتبار سے ہَوااور نفس دونوں معانی میں استعمال ہوتاہے۔

رُوح کی اصطلاحی تعریف:

جن لوگوں نے رُوح کی تعریف میں توقّف اختیار نہیں کیا ہے اُنہوں نے اپنے اپنے انداز واجتہاد سے رُوح کی اصطلاحی تعریف کرنے کی کوشش کی ہے، بعض نے یوں کہا ہے کہ :رُوح وہ ہے کہ جس کا ادراک تصورِ عقلی سے ممکن ہو، حواس کے ذریعہ ممکن نہ ہو، مثلاً عدل، رحمت، تعاون، خیر اور نیکی جس طرح اِس قسم کی تمام چیزوں کا حواس کے ذریعہ اِدراک ممکن نہیں ہے اِسی طرح رُوح کا ادراک بھی حواس سے ممکن نہیں۔

ڈاکٹر غالب بن علی لکھتے ہیں کہ :

---

[4]۔القرآن،85:17

[5]۔احمد بن فارس بن زكريا،معجم مقاييس اللغة،(بيروت،دار الفكر،1979ء)،ج2،ص445

[6]۔ ،محمد بن قاسم بن محمد،علامه،الأضداد،(بيروت،المكتبة العصرية،1987ء)،ج1،ص422۔

وعرَّفها بعض العلماء بأنها هي الوجود الذي يدرك بالتصوّر العقلي ولا يدرك بالحواس۔[7] بعض علماء نے اِس کی تعریف یوں کی ہے کہ یہ ایسا وجود ہے جس کا ادراک تصورِ عقلی سے ہوتا ہے، حواس کے ذریعہ نہیں ہوتا ہے۔

رُوح اور حیات میں فرق؟

رُوح کی تعریف کو واضح کرنے کے لیے ضروری ہے کہ رُوح اور حیات میں فرق بیان کیا جائے، تو کیا رُوح اور حیات دو مختلف چیزوں کا نام ہے یا رُوح اور حیات ایک ہی چیز ہے؟

دراصل رُوح اور حیات دو مختلف چیزوں کا نام ہے، بعض لوگوں نے رُوح کو حیات کا نام تو دیا ہے لیکن یہ بات تسلیم کرنا آسان نہیں، اِس کی کئی وجوہات ہیں:

- ✓ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ نباتات کے حوالے سے یہ بات کی جاتی ہے کہ وہ غذا بھی حاصل کرتے ہیں، سانس بھی لیتے ہیں، اُن میں بڑھوتری کا عمل بھی موجود ہوتا ہے، لیکن وہ حرکت کرنے کے لیے ارادہ واختیار کے مالک نہیں ہوتے ہیں، کیوں کہ اُن میں رُوح نہیں پائی جاتی ہے، جس میں رُوح نہ ہو اُس میں بالارادہ تحرک بھی نہیں پایا جاتا ہے۔ لیکن وہ زندہ ہوتے ہیں۔
- ✓ دوسری بات یہ ہے کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، اُس میں رُوح نہیں ڈالی گئی ہوتی ہے، یعنی ابھی ابتدائی مراحل میں ہی ہوتا ہے تب بھی اُس میں زندگی پائی جارہی ہوتی ہے، وہ غذا بھی پاتا ہے، بڑھتا بھی ہے۔
- ✓ تیسری بات یہ ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے، اُس کی رُوح نکل جاتی ہے تب بھی اُس کے بعض اعضاء چند منٹ کے لیے اور بعض کئی کئی گھنٹوں کے لیے زندہ رہتے ہیں، اُن میں حیات وزندگی پائی جاتی ہے۔

یہ تمام باتیں اِس بات کا ثبوت پیشکر رہی ہیں کہ رُوح اور حیات میں فرق ہے اور رُوح حیات کا نام نہیں ہے۔

اب جب رُوح اور حیات میں فرق واضح ہو گیا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ فرق ہے کیا؟ تو فرق یہ ہے کہ:

- رُوح صرف انسان کے غیر مادّی پہلو کا حوالہ دیتی ہے۔
- رُوح اللہ کے ساتھ ایک گہرا رشتہ استوار کرنے کی قابلیت سے سرفراز کرتی ہے۔
- رُوح انسان کے غیر مادی حصے جو کہ خدا کے ساتھ جوڑتے ہیں، صرف ان کا حوالہ دیتی ہے۔
- ▪ جب کہ حیات بنی نوعِ انسانی کے مادّی وغیر مادّی دونوں پہلوؤں کا حوالہ دے سکتی ہے۔
- ▪ حیات انسانی مخلوق کی ماہیت ہے، صرف یہ بتاتی ہے کہ ہم کون ہیں؟ یعنی ہمیں انسان ہونے کا پتہ دیتی ہے۔
- ▪ حیات مکمل انسان کا حوالہ دیتی ہے، وہ اِسی جہان میں ہو یا اگلے جہان میں۔

رُوح اور حیات کے درمیان بہت سے فرق ہیں، لیکن یہاں یہ چند بنیادی فرق کا تذکرہ یہ واضح کرنے کے لیے کیا گیا ہے کہ رُوح ایک علیحدہ چیز ہے اور حیات ایک الگ وجود کا نام ہے۔

---

[7]۔ ڈاکٹر غالب بن علی، المذاهب الفكرية المعاصرة ودورها في المجتمعات وموقف المسلم منها، (جده، المكتبة العصرية الذهبية، 2006ء)، ج2، ص879۔

پیدائش سے متعلّق آیات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن چیزوں سے پیدا کیا اور رحمِ مادر میں جن مراحل سے گزارا وہ سب آج سے چودہ سو اٹھائیس (1428) سال پہلے اپنی وحی کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو بتادیا تھا اور آپ ﷺ نے اپنے اُمتیوں تک پہنچادیا تھا، جب کہ آج سے ڈیڑھ دو سو سال پہلے سائنسی ایجادات نے اِن چیزوں پر تحقیق کرکے یہ سب پتا لگانے کی کوشش کی ہے لیکن اب تک پوری طرح واقف نہیں ہوسکے کہ اِن باتوں میں کس قدر گہرائیاں ہیں؟ انسانی پیدائشی عمل کے کئی اسرار اب بھی سائنس سے پوشیدہ ہیں، بہرحال انسان کی پیدائش کے حوالے سے قرآنی آیات سے جو خلاصہ سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان چند چیزوں سے مل کر اور مختلف مراحل سے گزر کر پیدا ہوا ہے:

۱۔تراب (مٹی) ۲۔ماء (پانی) ۳۔نطفة، نطفة أمشاج (بے وقعت پانی) ۴۔علقة (خون کا لوتھڑا)

۵۔مضغة (گوشت کا لوتھڑا) ۶۔عظام (ہڈیاں) ۷۔لحم (گوشت)

۸۔نشأة (نفخِ روح) ۹۔مخاض (ولادت)

یہاں بالترتیب اِن اَدوار کی تفصیل بیان کی جارہی ہے:

۱۔ تراب (مٹی)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے، یہ بات قرآنِ کریم میں مختلف مقامات پر بیان ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ﴾[8] اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔

۲۔ماء (پانی)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک حقیر سے پانی کے قطرے کے ذریعہ پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر اس بات کا ذکر فرمایا ہے، فرمایا کہ:

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا﴾[9] اور وہی ہے جس نے پانی سے ایک بشر پیدا کیا پھر اُس سے نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے، تیرا رب بڑا ہی قدرت والا ہے۔

پانی سے انسانی تخلیق کے متعلق قرآنِ کریم میں کئی اور مقامات پر بھی تذکرہ ملتا ہے۔[10]

یہ آیات انسان کی پانی سے پیدائش کو واضح کررہی ہیں، وہ پانی جو پیٹھ اور سینوں کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

۳۔نطفة، نطفة أمشاج (بے وقعت پانی)

نطفہ یا نطفہ امشاج کا حقیقی مطلب تو صرف قرآن کے متن سے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے، نطفہ ایک قطرہ یا سیال مادّے کا ایک چھوٹا سا حصّہ ہوتا ہے، یعنی مرد اور عورت کا اسپرم اور ایگ اور ارد گرد کا سیال مادّہ۔ 30 لاکھ مردانہ تولیدی خلیوں (Sperms) میں سے صرف ایک خلیہ مادّہ بیضہ (Orum) کی بار آوری کے لیے ضروری ہوتا ہے اور نطفہ امشاج سے مراد مرد کے کرم منی اور عورت کے بیضہ کا ملاپ ہے۔

ڈاکٹر ظفر اقبال لکھتے ہیں کہ:

8۔ القرآن، 11:35

9۔ القرآن، 54:25

10۔ القرآن، 20:77۔ القرآن 7:86، 6، 5۔ القرآن 9:32، 8، 7۔

یہ سیال مادّہ ہوتا ہے جس میں نَر اور مادّہ کے صنفی تخم(Gametes) موجود ہوتے ہیں، نَر کے کِرم منی اور مادّہ کے بیضہ کے آپس میں اختلاط سے تولید کا عمل شروع ہو جاتا ہے جو نشو و نما کے بہت سے مراحل سے گزرتا ہے،اِسی دوران رحمِ مادر ایک سیال مادّے سے بھر جاتا ہے جس سے جنین بیرونی خطرات سے محفوظ رہتا ہے۔[11]

۴۔علقۃ(خون کالو تھڑا)

علقہ کے تین مطلب ہیں:

۱۔جونک(Leech)

۲۔معلّق چیز،جو چپک جائے(Suspended thing)

۳۔خون کا منجمد قطرہ(Blood Clot)

ابتدائی مراحل میں جنین رحمِ مادر کی دیوار سے چپک جاتا ہے اور جونک کی شکل کا ہوتا ہے اور خون چوستا رہتا ہے،ناف کے ذریعہ خونی رسد حاصل کرتا رہتا ہے، تبھی اسے علقہ کہتے ہیں،علقہ سے پیدائش کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ :

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ﴾[12]

لوگو! اگر تمہیں زندگی بعدِ موت کے بارے میں کچھ شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے۔

قرآنِ کریم کے اور بھی کئی مقامات پر اس کا ذکر ملتا ہے۔[13]

۵۔مضغۃ(گوشت کالو تھڑا)

مضغہ گوشت کا ایسا لوتھڑا ہوتا ہے جو چبائی ہوئی چیز کی طرح ہوتا ہے،مضغہ ایسی نرم سی چیز کی طرح ہوتا ہے جو چبائی گئی ہو اور اُس پر دانتوں کے نشانات بھی ہوں یعنی دانتوں سے چبایا ہوا مادّہ(Chewed-Substance)۔مضغہ کے ذریعہ پیدائش سے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ...[14]

لوگو! اگر تمہیں زندگی بعدِ موت کے بارے میں کچھ شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر گوشت کی بوٹی سے جو شکل والی بھی ہوتی ہے اور بے شکل بھی۔

۶۔عظام(ہڈیاں)

---

[11]۔ڈاکٹر ظفر اقبال،قرآنِ حکیم اور سائنس،(لاہور، عذرا ناہید سنز فار ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سپیریئر یونیورسٹی، س ن)،ص171۔

[12]۔الحج 5:22

[13]۔القرآن 12،13،14:23۔القرآن 40:67۔القرآن 36،37،38،39،40:75۔ القرآن 1-2:96

[14]۔القرآن،5:22

انسانی پیدائش کا چھٹا مرحلہ ہڈیوں کا بننا ہے، مضغہ ہڈیاں بننے کا سبب بنتا ہے۔ قرآنِ کریم میں اِس مرحلہ کے حوالے سے یوں منظر کشی کی گئی ہے کہ:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ. ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ . ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا[15]

ہم نے انسان کو مٹی کے سَت سے بنایا، پھر اُسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بُوند میں تبدیل کیا، پھر اُس بوند کو لو تھڑے کی شکل دی، پھر لو تھڑے کو بوٹی بنادیا، پھر بوٹی کو ہڈیاں بنایا۔

۷۔لحم(گوشت)

رحمِ مادر میں انسانی تبدیلی کا اگلا مرحلہ ہڈیوں پر گوشت چڑھنے کا ہے، جس کے بارے قرآن یوں گویا ہوتا ہے کہ: فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا[16]، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔

۸۔نشأة(نفخِ روح)

رحمِ مادر میں پوری طرح انسانی جسم بننے کے بعد یہ آخری مرحلہ آتا ہے، جسے مفسرین اُس مرحلہ میں شمار کرتے ہیں جس میں جنین کی تخلیق پوری ہو جاتی ہے اور جنین میں رُوح ڈالی جارہی ہوتی ہے،، جسے اللہ تعالیٰ یوں بیان فرمارہے ہیں کہ: ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ پھر اُسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا، پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ، سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔

۹۔مخاض(ولادت) یہ انسانی تخلیق کا آخری مرحلہ ہے کہ جس مرحلہ میں جنین ماں کے پیٹ سے باہر نکل کر دنیا میں آنے کے قابل ہو جاتا ہے اور پھر دُنیا میں آجاتا ہے، اللہ انسان کو ایک بچّے کی صورت نکال لاتا ہے، اِس حوالہ سے اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں کہ: وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّى وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ الخ[17]

ہم جس (نطفے) کو چاہتے ہیں ایک وقتِ خاص تک رِحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں، پھر تم کو ایک بچے کی صورت میں نکال لاتے ہیں (پھر تمھیں پرورش کرتے ہیں) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو۔ اور تم میں کوئی پہلے ہی واپس بُلا لیا جاتا ہے اور کوئی بدترین عمر کی طرف پھیر دیا جاتا ہے۔

پیدائش سے متعلّق احادیث

گزشتہ فصل میں انسان کی پیدائش کے متعلق مراحل کے حوالے سے قرآنی آیات کا خاکہ پیش ہوا، قرآنِ کریم میں مراحل کا واضح انداز میں تذکرہ موجود ہے، لیکن کون سا مرحلہ کتنا عرصہ رہے گا اور پھر رحمِ مادر میں جنین میں زندگی کے آثار کب پیدا ہوں گے؟ اِس حوالے سے قرآن میں ذکر نہیں ملتا ہے، مراحل کی مزید تفصیل قرآن کی تشریح یعنی رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں ملتی ہیں کہ رحمِ مادر میں نطفہ کتنا عرصہ رہتا ہے؟ خون کا لو تھڑا، گوشت کا لو تھڑا، ہڈیاں، ہڈیوں پر گوشت چڑھنا اور پھر زندگی کے آثار کا شروع ہونا یعنی رُوح کا ڈالا جانا تقریباً اِن تمام سوالات کے جوابات واضح انداز میں روایات میں موجود ہیں۔

15۔ القرآن،23:14،13،12

16۔ القرآن،23:14،13،12

17۔ القرآن،22:5

انسان کی پیدائش کے مراحل اور زندگی کے آثار پیدا ہونے کے متعلق روایات کا مطالعہ کرنے پر تین طرح کی روایات ملتی ہیں:

۱۔وہ روایات جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ رحمِ مادر میں ابتدائی چالیس دن نطفہ (بے وقعت پانی)، پھر چالیس دن علقہ (خون کا لوتھڑا)، پھر چالیس دن مضغہ (گوشت کا لوتھڑا)، پھر چالیس دن عظام (ہڈیاں) ہوتا ہے، ہڈیوں پر گوشت چڑھتا ہے اور پھر فرشتہ آکر رُوح پھونک جاتا ہے اور زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں، یعنی اِن روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب جنین رحمِ مادر میں ۱۶۰ دن (پانچ ماہ دس دن) گزار لے تب اُس کے جسم میں زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔

۲۔وہ روایات جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ رحمِ مادر میں ابتدائی چالیس دن نطفہ (بے وقعت پانی)، پھر چالیس دن علقہ (خون کا لوتھڑا)، پھر چالیس دن مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) ہوتا ہے اور پھر فرشتہ آکر رُوح پھونک جاتا ہے اور زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں، یعنی اِن روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب جنین رحمِ مادر میں ۱۲۰ دن (چار ماہ) گزار لے تب اُس کے جسم میں زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔

۳۔وہ روایات جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ رحمِ مادر میں ابتدائی چالیس دنوں میں نطفہ (بے وقعت پانی)، علقہ (خون کا لوتھڑا) اور مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) اپنے مراحل پورے کر لیتے ہیں اور پھر فرشتہ آکر رُوح پھونک جاتا ہے اور زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں، یعنی اِن روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب جنین رحمِ مادر میں ۴۰ سے ۴۵ دن (تقریباً ڈیڑھ ماہ) گزار لے تب اُس کے جسم میں زندگی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ رحمِ مادر میں زندگی پیدا ہونے یعنی رُوح ڈالے جانے کے متعلق تین طرح کی روایات ہیں، جو ۱۶۰ دن (پانچ ماہ دس دن)، ۱۲۰ دن (چار ماہ) اور ۴۰ سے ۴۵ دن (تقریباً ڈیڑھ ماہ) کے اختلاف کے ساتھ موجود ہیں۔

یہاں تفصیلاً روایات درج کی جا رہی ہیں۔

۱۶۰ دن (پانچ ماہ دس دن) والی روایات:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ النُّطْفَةَ إِذَا اسْتَقَرَّتْ فِي الرَّحِمِ نَالَتْ كُلَّ شَعْرٍ وَبِشَرٍ، ثُمَّ تَكُونُ نُطْفَةً أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ تَكُونُ عَلَقَةً أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ تَكُونُ مُضْغَةً أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ تَكُونُ عِظَامًا أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ يِكْسُو اللَّهُ الْعَظْمَ لَحْمًا، فَيَقُولُ الْمَلَكُ فَيَقُولُ الْمَلَكُ: أَيْ رَبِّ شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ؟ أَيْ رَبِّ ذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ فَيَقْضِي اللَّهُ، وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ، ثُمَّ يَقُولُ: أَيْ رَبِّ شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ؟ فَيَقْضِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ، ثُمَّ يَقُولُ: أَيْ رَبِّ مَا أَجَلُهُ وَرِزْقُهُ؟ فَيَقْضِي اللَّهُ، وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ، وَأَنْتُمْ تُعَلِّقُونَ عَلَى أَوْلَادِكُمُ التَّمَائِمَ[18]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جب نطفہ رحم میں ٹھہرتا ہے تو اُس کے بال اور کھال نکلتے ہیں، پھر چالیس راتیں نطفہ ہوتا ہے، پھر چالیس راتیں خون کا لوتھڑا ہوتا ہے، پھر چالیس راتیں گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے پھر چالیس راتیں ہڈیاں ہوتی ہیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھتا ہے، تو فرشتہ کہتا ہے کہ اے رب! بدبخت ہوگا یا نیک بخت؟ اے رب! مذکر ہوگا یا مؤنث؟ پس اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادیتا ہے اور فرشتہ لکھ دیتا ہے، پھر کہتا ہے اے رب! بدبخت ہوگا یا نیک بخت؟ پس اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادیتا ہے اور فرشتہ لکھ دیتا ہے، پھر کہتا ہے اے رب! اُس کی عمر کیا ہوگی؟ اُس کا رزق کتنا ہوگا؟ پس اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادیتا ہے اور فرشتہ لکھ دیتا ہے، اور تم اپنی اولاد کی گردنوں میں تعویذ لٹکاتے ہو[19]

---

[18]۔خلال، احمد بن محمد(م:311ھ)، (ریاض، علامه، السنة، دار الرایه، 1987ء)، ج3، ص539، ح:892

[19]۔اِس طرح کی روایت مختلف اسناد کے ساتھ المعجم الصغیر طبرانی، ج1، ص269، ح442

۱۲۰دن(چار ماہ)والی روایات:

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، قَالَ:إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَأَجَلَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ[20]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں صادق المصدوق رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں مکمل کی جاتی ہے۔چالیس دن تک نطفہ رہتا ہے پھر اتنے ہی وقت تک منجمد خون کا لو تھڑا رہتا ہے پھر اتنے ہی روز تک گوشت کا لو تھڑا رہتا ہے اس کے بعد اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے کہ اس کا عمل،اس کا رزق اور اس کی عمر لکھ دے اور یہ بھی لکھ دے کہ بدبخت ہے یا نیک بخت،اس کے بعد اسمیں رُوح پھونک دی جاتی ہے۔

۴۰سے ۴۵دن(تقریباًڈیڑھ ماہ)والی روایات:

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ ، وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَتْبِ رِزْقِهِ، وَأَجَلِهِ، وَعَمَلِهِ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ [21]حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں صادق المصدوق رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اُس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن میں مکمل کی جاتی ہے، پھر اُسی وقت میں منجمد خون کا لو تھڑا رہتا ہے پھر اُنہی ایام میں گوشت کا لو تھڑا رہتا ہے،اُس کے بعد اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اُس میں رُوح پھونکتا ہے اور اُسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے کہ اُس کا رزق لکھو،اور اُس کی عمر اور اُس کا عمل اور یہ بھی لکھ دو کہ بدبخت ہے یا نیک بخت۔

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» أَنَّ مَلَكًا مُوَكَّلًا بِالرَّحِمِ، إِذَا أَرَادَ اللهُ أَنْ يَخْلُقَ شَيْئًا بِإِذْنِ اللهِ، لِبِضْعٍ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً " ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ[22]

رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت حذیفہ بن اسید غفاریؓ سے روایت ہے،اُنہوں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً روایت کی: تخلیق کے دوران میں رحم پر ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے،جب اللہ تعالیٰ اپنے اذن سے کوئی چیز پیدا کرنا چاہتا ہے تو چالیس اور کچھ اوپر راتیں گزارنے کے بعد پھر اُن سب کی روایت کردہ حدیث کے مطابق بیان کیا۔[23]

اعضاء کی ہفتہ وار تخلیق اور تصاویر

رحمِ مادر میں جنین کے اعضاء کی تخلیق، مراحل اور زندگی کے آثار پیدا ہونے کے متعلق قرآن وحدیث میں واضح اور مفصّل انداز میں تفصیل بیان ہوئی ہے، جسے پڑھ کر اور غور وفکر کے ذریعہ انسان اللہ کی قدرت کا قائل ہو سکتا ہے اور انسانی تخلیق کی حقیقت کو بھی جان سکتا ہے۔دورِ جدید چونکہ سائنس کی ترقی کا دور ہے اور ہر شعبہ میں سائنس اپنے ایجاد کردہ آلات کے ذریعہ غور وفکر کرکے چیزوں کی حقیقتیں بیان کرتی ہے، علم

[20]- محمد بن اسماعیل بُخاری،الجامع الصحیح،باب ذکر الملائکۃ،(بیروت،دار طوق النجاۃ،1422ھ)،ح:3208

[21]- مسلم بن حجاج نیشاپوری قشیری،صحیح المسلم،بَابُ كَيْفِيَّةِ خَلْقِ الْآدَمِيِّ فِي بَطْنِ أُمِّهِ،(دار الجیل ،1334ھ)،ح:6893

[22]-صحیح مسلم،ح:6822

[23]-اس طرح کی روایت مختلف اسناد کے ساتھ جامع الأصول في أحاديث الرسول،ج10،ص115،ح7584 میں بھی موجود ہے۔

الجنین سے متعلق سائنس نے میڈیکل کے شعبہ میں بہت ترقی کی ہے اور رحم مادر میں جنین کی تبدیلی کے مراحل کے حوالے سے اِس حد تک تفصیل بیان کر دی ہے کہ جنین ماہانہ، ہفتہ وار اور یومیہ کن کن حالتوں میں بدلتا ہے اور اُس میں کب زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں؟ دل کی دھڑکن کب شروع ہوتی ہے؟ دماغ کی پیدائش اور پھیپھڑے کب بنتے ہیں؟ حتیٰ کہ آنکھ، کان، ناک، ہاتھ، پیر غرض ہر اندرونی وبیرونی اعضاء کی تخلیق سے متعلق کافی حد تک سائنس نے وضاحت بیان کر دی ہے، نہ صرف تحریری صورت میں بلکہ تصویری صورت میں بھی سائنس نے ان مراحل کا خاکہ پیش کیا ہے۔

قرآن وحدیث میں جنین کے تخلیقی مراحل کے حوالے سے تفصیل گزشتہ صفحات میں بیان ہوئی، اب یہاں اُنہی مراحل کو میڈیکل سائنس کی روشنی میں تصویری نقشہ کھینچ کر اور تفصیلی وضاحت کے ذریعہ سامنے لایا جائے گا، تاکہ تقابل اور ترجیح کے لیے قرآن و حدیث اور میڈیکل سائنس کی ان تفاصیل کو بھی سامنے رکھا جاسکے۔[24]

رحم مادر میں میڈیکل سائنس کی روشنی میں جنین کے اعضاء کی ہفتہ وار تخلیق کی تفصیل اور تصاویر کو یہاں دو اَدوار میں شمار کیا جارہا ہے:

۱۔ جنین/اعضاء کی تخلیق کا دور(Organogenesis\Embryogenesis)

۲۔ اعضاء کی نمو/بڑھوتری کا دور(Fetal development)

بالترتیب دونوں اَدوار کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ جنین/اعضاء کی تخلیق کا دور(Organogenesis\Embryogenesis):۔

پہلا ہفتہ:

پہلے ہفتہ کی تبدیلی کی تصاویر درج ذیل ہیں:

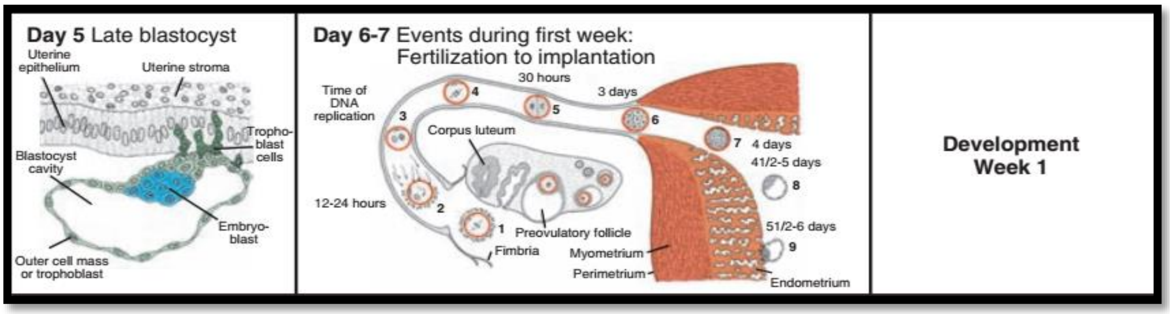

24۔ فصل میں دکھائی جانے والی تمام ہفتہ وار تصاویر اِس کتاب سے لی گئی ہیں:
"Langman's Medical Embryology,Twelfth edition,T.W.SADLER,Wolters Kluwer Health,Lippincott Williams & Wilkins"

اور جنین کے اعضاء کی پیدائش کی تفصیلی وضاحت درج ذیل کتب سے لی گئی ہے۔ استاذ شرف القضاة، متی تنفخ الرُوح في الجنین؟، صفحہ 26تا38، دار الفرقان للنشر والتوزیع، 1990۔ ربیع احمد، ڈاکٹر، السنة و تحدید وقت النفخ في رُوح الجنین، صفحہ 2تا6، س ن۔

Langman's Medical Embryology,Twelfth edition,T.W.SADLER,Wolters Kluwer Health,Lippincott Williams & Wilkins-

پہلا ہفتہ ۱تا۷ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے، نَر اور مادّہ کے ملاپ کے بعد جسم سے خارج ہونے والا مادّۂ منویہ (Sperm) اور بیضہ (Ovum) رحمِ مادر میں داخل ہو کر مل جاتے ہیں، جن کے ذریعے زائیگوٹ (Zygote) بنتا ہے، اِس ملاپ کو بار آوری (Fertilization) کہا جاتا ہے، اِس بار آوری سے خلیے (Cells) بنتے ہیں اور پہلا ہفتہ اُنہی خلیوں کے بننے پر مشتمل ہوتا ہے، ایک سے دو، دو سے چار، چار سے آٹھ، آٹھ سے سولہ، پھر بتیس اور اِس طرح کئی خلیے اِس ہفتے میں بنتے ہیں، یہ سلسلہ پورا ہفتہ جاری رہتا ہے اور پھر نطفہ رحمِ مادر میں ٹھہر جاتا ہے اور رحم کی دیوار سے معلق ہو جاتا ہے، گویا بار آوری (Fertilization) کے سات دن پورے ہو جاتے ہیں چونکہ بار آوری مرد اور عورت کے ملاپ کے بعد فوراً شروع ہو جاتی ہے، جب کہ "نطفہ" کا رحم کی دیوار سے معلق ہونے پر رحم ٹھہر جاتا ہے اور یہ استقرارِ نطفہ کا پہلا دن ہوتا ہے، یعنی "نطفہ" اپنی مدّت پوری ہو جانے کے بعد "علقہ" کے مرحلہ میں داخل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

دوسرا ہفتہ:

دوسرے ہفتہ کی تبدیلی کی تصاویر درج ذیل ہیں:

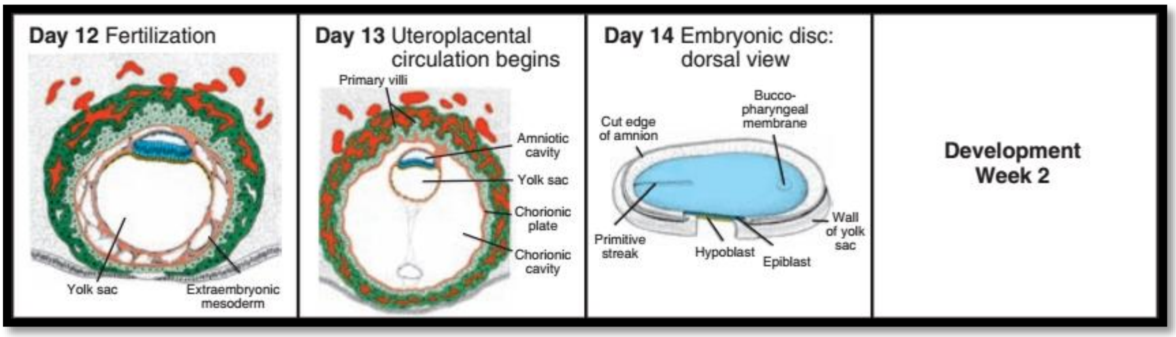

دوسرا ہفتہ ۸ تا ۱۴ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے، اِس ہفتہ میں جنین کی بناوٹ کا عمل مسلسل جاری رہتا ہے، اس ہفتہ میں بھی خلیوں میں مزید اضافہ ہوتا رہتا ہے اور خلیے دو حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں، ایک حصہ داخلی کہلاتا ہے اور ایک خارجی۔ یہ بار آوری (Fertilization) کا دوسرا ہفتہ ہوتا ہے جب کہ استقرارِ نطفہ کے مطابق پہلا ہفتہ۔

تیسرا ہفتہ:

تیسرے ہفتہ کی تبدیلی کی تصاویر درج ذیل ہیں:

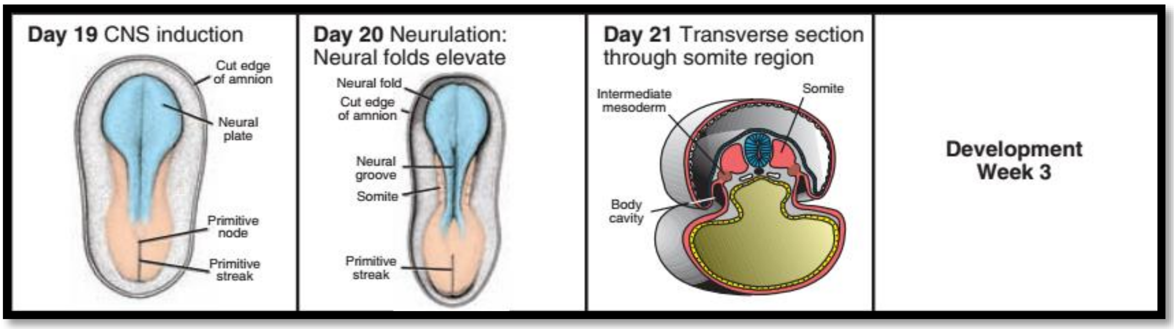

تیسرا ہفتہ ۱۵ تا ۲۱ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے، اِس میں جنین سہ طرفہ پرت دار بن جاتا ہے، اُس کے بیرونی پرت کو بروں دمہ (Ectoderm)، اندرونی پرت کو دروں دمہ (Endoderm) اور درمیانی پرت کو میان ادمہ (Mesoderm) کہا جاتا ہے۔ اِنہی تین طبقات سے انسانی اعضاء بنتے ہیں، یعنی انسانی اعضاء کے بننے میں یہ تینوں بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔

بیرونی پرت (Ectoderm) دماغ، ریڑھ کی ہڈی، اعصابی نظام، جلد کے بیرونی پرت (Epidermis) بمعہ بال، پسینے کے گلینڈ، منہ، ہونٹ اور آنکھوں کے حصّے بناتا ہے۔

اندرونی پرت(Endoderm)خوراک کی نالیوں کے خلیوں کی سطحی تہہ (منہ وغیرہ) کے علاوہ جگر، تلی،خوراک کی نالی اور تنفس کے نظام کے خلیوں کی سطحی تہہ بناتا ہے،اِس کے علاوہ یہ مثانہ(Bladder) کے خلیوں کی اندرونی تہہ کی تشکیل دیتا ہے۔

درمیانی پرت(Mesoderm)مکمل واصلاتی بافت(Connect tissue) بمعہ ہڈیاں،پٹھے، گردے،دل اور خون کی نالیاں بناتا ہے۔

اِسی ہفتہ میں دل بھی بننا شروع ہو جاتا ہے اور دماغ بھی، لیکن یہ دونوں بالکل ابتدائی حالت میں ہوتے ہیں، یہ وہ ہفتہ ہے جس کے اختتام تک جنین"علقہ"کے مرحلہ کو پورا کرلیتا ہے اور"مضغہ "کے مرحلہ میں داخل ہونے کے قابل ہو چکا ہوتا ہے۔

یہ بارآوری(Fertilization)کا تیسرا ہفتہ ہوتا ہے جب کہ استقرارِ نطفہ کے مطابق دوسرا ہفتہ۔

چوتھا ہفتہ:

چوتھے ہفتہ کی تبدیلی کی تصاویر درج ذیل ہیں:

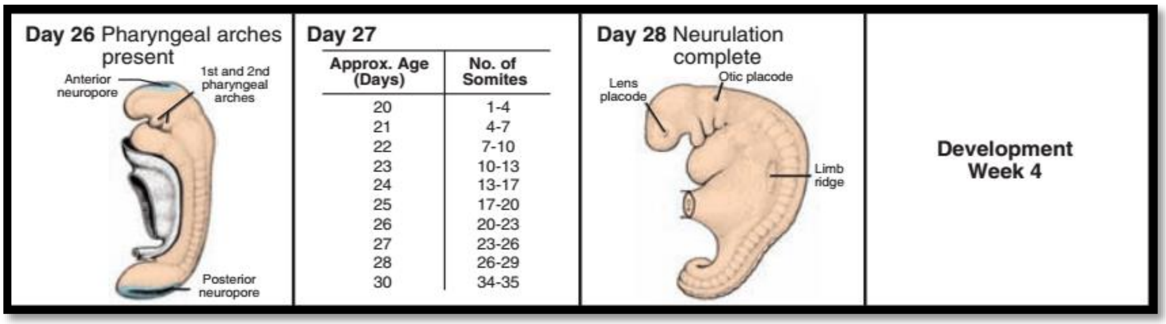

Approx. Age (Days)	No. of Somites
20	1-4
21	4-7
22	7-10
23	10-13
24	13-17
25	17-20
26	20-23
27	23-26
28	26-29
30	34-35

چوتھا ہفتہ ۲۲ تا ۲۸ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے،اِس ہفتہ میں سومائیٹس(Somites) بنتے ہیں، جس کے ذریعہ جنین ایسی حالت اختیار کرلیتا ہے جیسے کوئی گوشت کا ٹکڑا ہو جسے چبایا گیا ہو اور اُس پر دانتوں کے چبائے جانے کے نشانات بھی موجود ہوں، یعنی یہ"مضغہ "کا مرحلہ ہوتا ہے،اِس ہفتہ میں کھوپڑی، گردن کے مہرے، سینے کے مہرے(جن سے پسلیاں بنتی ہیں)، ریڑھ کی ہڈی کے درمیان اعصابی نظام اور چہرے کی مختلف انداز سے بناوٹ شروع ہو جاتی ہے،اُسی میں آنکھوں اور کانوں کی بالکل ابتدائی حالت بھی تیار ہو جاتی ہے، یعنی آنکھ اور کان کی جگہ ابھار پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے،البتہ اِس ہفتے جنین کا سر بڑا ہوتا ہے،دل اور دماغ مزید بڑھ رہے ہوتے ہیں۔

یہ بارآوری(Fertilization)کا چوتھا ہفتہ ہوتا ہے جب کہ استقرارِ نطفہ کے مطابق تیسرا ہفتہ۔

پانچواں ہفتہ:

پانچویں ہفتہ کی تبدیلی کی تصاویر درج ذیل ہیں:

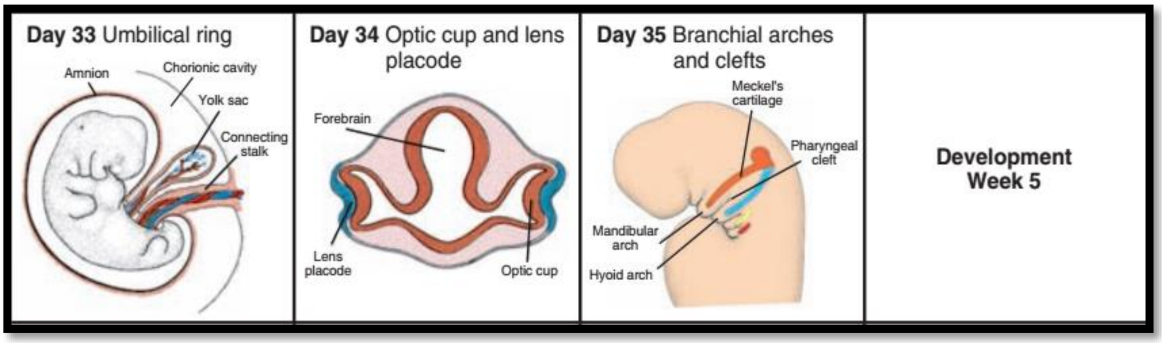

پانچواں ۲۹ تا ۳۵ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے،اِس ہفتہ ہاتھ اور پاؤں کا ابھار شروع ہوتا ہے، چہرے کے خدوخال مزید اُبھرتے ہیں، مثلاً: چہرا،کان کی درمیانی ہڈیاں، زبان، ناک اور ہونٹ وغیرہ اُبھرتے ہیں اور آنتیں، معدہ، جگر، گردہ اور ہر وہ چیز بنتی ہے جس کا تعلق کھانے پینے اور

ہضم کرنے سے ہوتا ہے وہ بھی اِسی ہفتے بنتے ہیں۔ دل اور دماغ بھی تیزی سے بڑھ رہے ہوتے ہیں، سَر دیگر اعضاء کے مقابلہ میں بڑا ہوتا ہے، اعضاءِ رئیسیہ بھی اسی ہفتے بنتے ہیں، اِس ہفتہ کو "عظام" کے مرحلہ میں شمار کیا جاتا ہے کیوں کہ اِس میں اعضاء کی شکل "عظام" کی ابتدائی صورت میں ہوتی ہے۔

یہ بارآوری(Fertilization) کا پانچواں ہفتہ ہوتا ہے جب کہ استقرارِ نطفہ کے مطابق چوتھا ہفتہ۔

چھٹا ہفتہ:

چھٹے ہفتہ کی تبدیلی کی تصاویر درج ذیل ہیں:

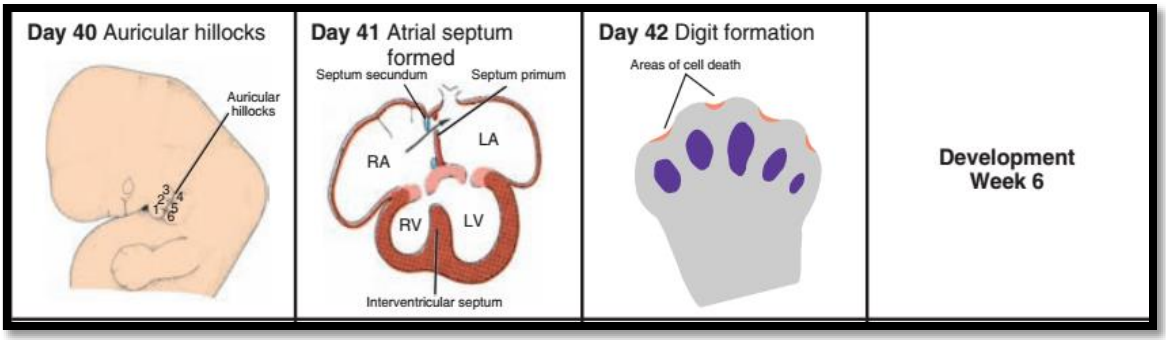

چھٹا ہفتہ ۳۶تا۴۲ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے، اِس ہفتے جنین تیزی سے رحمِ مادر میں بڑھ رہا ہوتا ہے، اِس ہفتے حبل السری بنتی ہے جس کے ذریعہ جنین غذا حاصل کرتا ہے، چونکہ گزشتہ ہفتہ میں غذا سے متعلقہ اعضاء بن چکے ہوتے ہیں اِسی لیے اب جنین کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے، ہاتھ اور پیر بن جاتے ہیں اور اصل شکل میں آنے لگتے ہیں، ، دانتوں کی ابتداء ہو جاتی ہے، حلق، کان کی مزید بڑھوتری، آنکھ کے پپوٹے بنتے ہیں، زبان، اوپر والے ہونٹ، پٹھے اور مسلز بنتے ہیں، کلائیوں اور جوڑ کے خدوخال بن جاتے ہیں اور چہرہ کافی واضح ہو چکا ہوتا ہے۔

یہ بارآوری(Fertilization) کا چھٹا ہفتہ ہوتا ہے جب کہ استقرارِ نطفہ کے مطابق پانچواں ہفتہ۔

ساتواں ہفتہ:

ساتویں ہفتہ کی تبدیلی کی تصاویر درج ذیل ہیں:

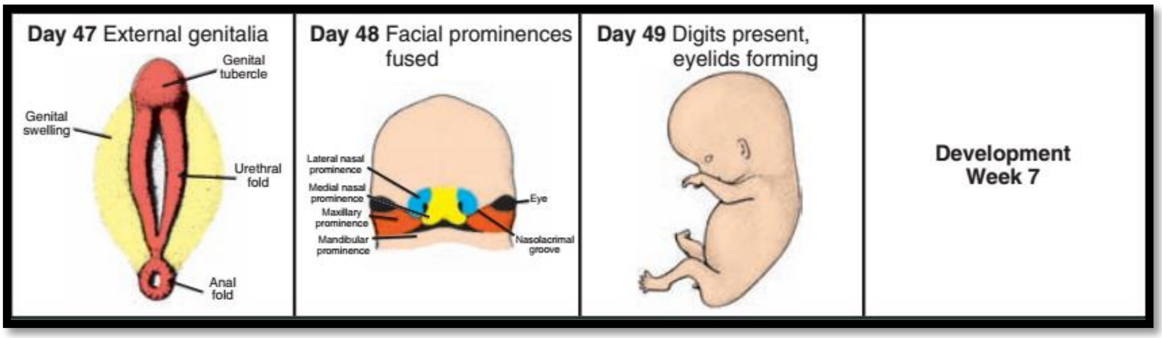

ساتواں ہفتہ ۴۳تا۴۹ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے، اِس ہفتہ میں سخت ہڈیوں کے خلیے بنتے ہیں، اِسی طرح جسم کی اندرونی و بیرونی چیزیں مثلاً دماغ، دل، کان، آنکھیں، جلد، ہڈیاں وغیرہ بنتے ہیں، اِس ہفتہ میں وہ عضلات بھی بنتے ہیں جو ہڈیوں کے فقرات پر چڑھتے ہیں۔ یہ ہفتہ "لحم" کا مرحلہ کہلاتا ہے۔ اِس ہفتہ جنین کی نمو کافی حد تک ہو چکی ہوتی ہے اور صورت تقریباً بن جاتی ہے۔

یہ بارآوری(Fertilization) کا ساتواں ہفتہ ہوتا ہے جب کہ استقرارِ نطفہ کے مطابق چھٹا ہفتہ۔

آٹھواں ہفتہ:

آٹھویں ہفتہ کی تبدیلی کی تصاویر درج ذیل ہیں:

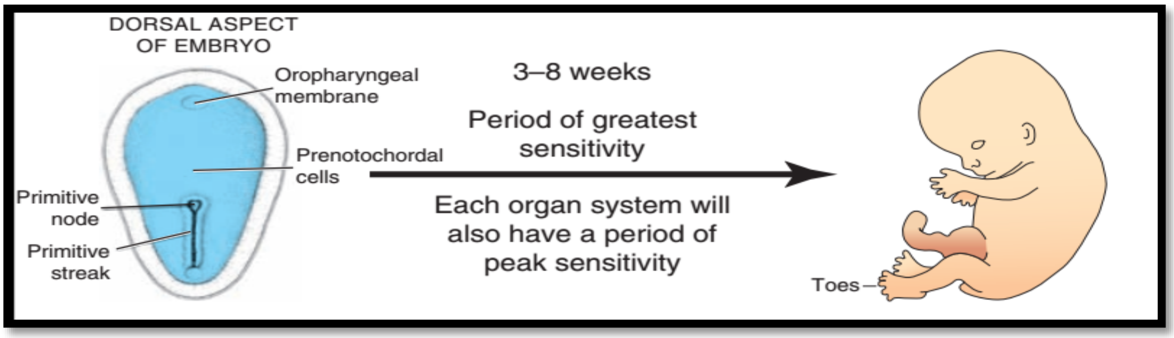

آٹھواں ہفتہ ۵۰ تا ۵۶ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے،اِس ہفتہ ہاتھ اور پیر کی انگلیاں بنتی ہیں، بازو لمبے ہوتے ہیں،کان کی داخلی خدوخال کی تکمیل ہوتی ہے اور جنین انسان کے مشابہ ہو جاتا ہے،اعضاءِ تناسل بننے کی بھی ابتدا ہوتی ہے، جنین کا وزن بھی بڑھتا ہے،یعنی یوں سمجھیں کہ اِس ہفتے تک انسانی تخلیق کا مرحلہ پورا ہو جاتا ہے اور دوسرا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے جسے "نشأة خلقا اخر"(رُوح) کا نام دیا جاتا ہے،اِس ہفتے کے بعد جنین ولادت تک فیٹس (Fetus) شمار ہونے لگتا ہے، یہ ایک ڈاکٹری اصطلاح ہے، مکمل بچہ بن جانے کے بعد ماں کے پیٹ میں ہونے کی صورت میں ڈاکٹر بچہ کو "فیٹس" کہتے ہیں،یعنی ولادت تک یہی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔اِسی ہفتہ جنین کا دل بھی دھڑکنا شروع ہو جاتا ہے۔

یہ بارآوری (Fertilization) کا آٹھواں ہفتہ ہوتا ہے جب کہ استقرارِ نطفہ کے مطابق ساتواں ہفتہ۔

۲۔اعضاء کی نمو/بڑھوتری کا دور (Fetal development):۔

اِس دور کی تفصیل ماہانہ بنیاد پر کی جا رہی ہے۔

تیسرا مہینہ (نواں تا تیرہواں ہفتہ):

تیسرا مہینہ ۶۱ تا ۹۰ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے،اِس دورانیہ میں فیٹس (Fetus) کے ہاتھ، پنڈلیاں، سَر اور چہرہ وغیرہ حرکت میں آنے لگتے ہیں، لیکن حجم چھوٹا ہونے کی وجہ سے یہ حرکت ماں کو محسوس نہیں ہوتی ہے،پیشاب بنتا ہے، گردے بنتے ہیں تاکہ مثانہ کی طرف پیشاب جاسکے،انگلیاں اور قدم وغیرہ سب واضح ہو جاتے ہیں اور اعضاءِ تناسل اِس قدر واضح ہو جاتے ہیں کہ مذکر یا مؤنث کی تمیز ممکن ہو جاتی ہے،دانت بھی واضح ہو جاتے ہیں۔

چوتھا مہینہ (چودہواں تا سترہواں ہفتہ):

چوتھا مہینہ ۹۱ تا ۱۲۰ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے،اِس ماہ میں فیٹس (Fetus) بہت زیادہ حرکت کرنے لگ جاتا ہے، جسے حرکتِ ارادی کا نام دیا جاسکتا ہے اور یہ حرکت ماں بھی محسوس کرنے لگتی ہے،اِس عرصہ میں وہ پیشاب بھی کرنے لگتا ہے، اُلٹی بھی کرتا ہے، سوتا جاگتا بھی ہے اور کروٹیں بھی بدلتا ہے۔

پانچواں مہینہ (اٹھارواں تا اکیسواں ہفتہ):

پانچواں مہینہ ۱۲۱ تا ۱۵۰ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے،اِس میں فیٹس (Fetus) مزید بڑھتا ہے، حرکت میں اضافہ ہوتا ہے، سَر مناسب حالت میں آجاتا ہے، بھنوؤں اور پلکوں کے بال ظاہر ہونے لگتے ہیں، پانچویں ماہ کے آخر اور چھٹے ماہ کی ابتداء میں بچہ رحم سے باہر زندگی گزارنے کے قابل ہو جاتا ہے، پھیپھڑے بھی بن جاتے ہیں۔

بچہ رحم سے باہر زندگی گزارنے کے قابل ملکوں اور جگہوں کے مطابق ہوتا ہے، کسی ملک کی غذا، ہوا، پانی اور موسم اِس طرح کا ہوتا ہے کہ جس میں بائیسویں ہفتے ہی بچہ رحم سے باہر زندگی گزارنے کے قابل ہو جاتا ہے، بعض ممالک میں چوبیسویں ہفتے اور بعض میں اٹھائیسویں ہفتے۔

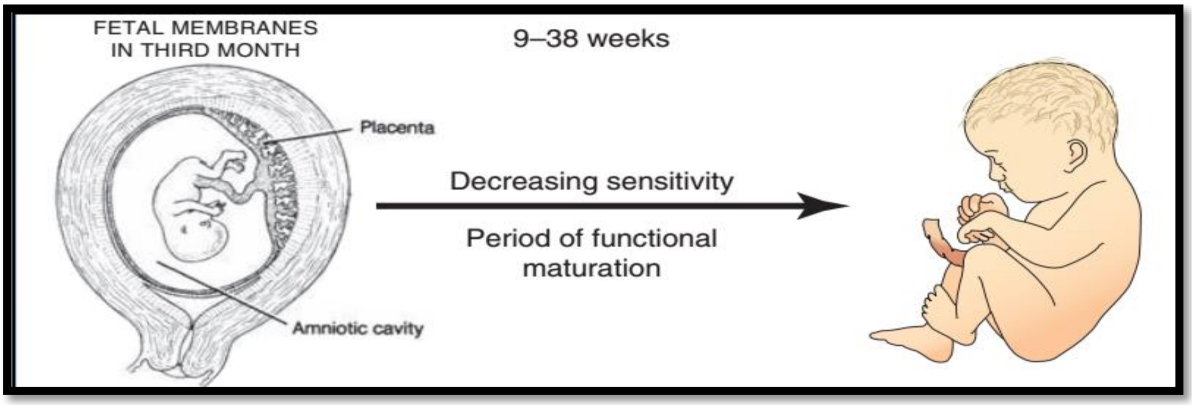

ڈاکٹر کیتھ ایل مور کا نقطۂ نظر اور جنین کی تصاویر

تعارف:[25]

پروفیسر ڈاکٹر کیتھ ایل مور یونیورسٹی آف ٹورنٹو کینیڈا میں علم الجنین کے پروفیسر کے عہدہ پر فائز تھے، آج کل اُنہیں اِس میدان میں اتھارٹی کی حیثیت حاصل ہے۔

مسلمان مفکرین کے ایک گروپ نے مشہور و معروف یمنی مفکر شیخ عبد المجید زندانی کی ہدایات پر علم الجنین سے متعلق قرآنِ پاک اور سائنس سے معلومات اکٹھی کیں اور احادیث مبارکہ سے بھی استفادہ کیا، پھر اُس کا انگریزی ترجمہ کرکے ڈاکٹر کیتھ ایل مور کو پیش کیا، اُنہوں نے جائزہ لے کر کہا کہ:

قرآن اور احادیث میں فراہم کی گئی بہت سی معلومات اِس میدان میں جدید انکشافات اور جدید دریافتوں کے عین مطابق پائی گئی ہیں اور دونوں (قرآن اور احادیثِ مبارکہ کے فرمودات اور جدید تحقیق) میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔

اور بھی کئی باتیں کہیں اور پھر اس میدان میں اسّی (۸۰) سوالات کے جواب پیش کیے گئے اور یہ جواب اُس مواد سے متعلق تھے جو قرآن اور احادیث میں اس میدان کے ضمن میں دستیاب تھا، اُنہوں نے یہ اقرار بھی کیا کہ:

قرآن اور احادیث میں جو کچھ فرمایا گیا وہ اِس میدان میں سرانجام دی گئی جدید ترین دریافتوں اور انکشافات کے عین مطابق ہے۔

---

[25]۔ یہ تعارف ڈاکٹر عبدالکریم ذاکر نائیک کی کتاب قرآن پاک اور جدید سائنس موافق یا ناموافق، مکتبہ قدوسیہ، 2006 سے لیا گیا ہے۔ 44تا48۔

اُنہوں نے مزید کہا کہ :

اگر ۳۰ سال پہلے مجھ سے یہی سوالات کیے جاتے تو میں سائنسی معلومات کی عدم موجودگی کی وجہ سے اِن میں سے نصف سوالات کے جواب نہ دے پاتا۔

۱۹۸۱ء میں دمام سعودی عربیہ میں منعقد ہونے والی ساتویں طبّی کانفرنس کے موقع پرڈاکٹر کیتھ ایل مورنے کہا کہ :

انسانی ارتقاء کے بارے میں قرآن کے فرمودات کی وضاحت کرتے ہوئے مجھے انتہائی خوشی محسوس ہو رہی ہے، مجھ پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوچکی ہے کہ یہ فرمودات حضرت محمد ﷺ پر اللہ کی طرف سے نازل ہوئے تھے، کیوں کہ یہ تمام ترعلوم آپ ﷺ کی اِس دنیا میں تشریف آوری کے صدیوں بعد تک بھی دریافت نہیں ہوئے تھے،اِس امر سے مجھ پر یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

کتاب کا تعارف:[26]

ڈاکٹر کیتھ ایل مورنے "دی ڈویلپنگ ہیومن"(The developing Human) کے نام سے کتاب لکھی، جس کا مطلب ہے نشوونما پاتا انسان،اِس کتاب کو طبّی کتاب میں بہترین ہونے کا ایوارڈ بھی ملا، کئی زبانوں میں اِس کا ترجمہ ہوا، یہ کتاب طبّی تعلیم حاصل کرنے والوں کو پہلے سال میں بطور ٹیکسٹ بک پڑھائی بھی جاتی ہے، بعد میں نئے نئے سوالات کے جوابات ملنے پر اِس کے نئے ایڈیشن بھی شایع کیے جس میں اُن سوالات کے جوابات کو بھی شامل کیا گیا جو کہ قرآن وحدیث میں مزید غور و فکر کے ذریعہ حاصل ہوئے۔

جنین کے مراحل اور ڈاکٹر کیتھ ایل مور کا نظریہ:[27]

کیتھ ایل مورنے جنین سے متعلق جو تفصیل بیان کی ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ :

ابتدائی دنوں میں نطفہ اور نطفہ امشاج اپنے مراحل پورے کرتے ہیں، پھر چوبیس پچیس دنوں کے بعد ایمبریو علقہ کی صورت میں ہوتا ہے اور چھبیس ستائیس دن کے بعد مضغہ کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔

مضغہ کے مرحلہ کے بعد ہڈیوں کے بننے کی باری آتی ہے، پچیس سے چالیس دن کے درمیان مضغہ کے مرحلہ میں جو ہڈیوں کا بنیادی ڈھانچہ بنا ہوتا ہے وہ اب نشوونما پاکر ماڈل کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔

العظام مرحلہ میں ہڈیوں کے بننے کی وجہ سے مختلف اعضاء اپنی جگہیں تبدیل کرتے ہیں اور اس دوران چہرہ اور اعضاء نمایاں ہوتے ہیں۔

ساتویں ہفتہ میں پورے جسم میں ہڈیوں کا ڈھانچہ ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے، ساتویں ہفتہ کے آخر میں اور آٹھویں ہفتہ کے دوران پٹھے ہڈیوں کے ارد گرد پوزیشن سنبھال لیتے ہیں۔

---

[26]۔ کتاب کا تعارف بھی مذکورہ بالا کتاب سے لیا گیا۔

[27]۔ ڈاکٹر کیتھ ایل مور کا یہ نظریہ اُن کی تعارف میں بیان کی جانے والی اس کتاب سے لیا گیا ہے:

"The developing Human Clinically Oriented Embryology,Keith L.Moore,10th Edition"، مترجم: ڈاکٹر میجر ظہیر احمد غنی، 17تا20، قرآن سوسائٹی پاکستان، س ن۔

الکساء باللحم کے مرحلہ کے بعد یعنی آٹھویں ہفتہ کے آخر میں ''ایمبریو'' اب فیٹس (Fetus) بن جاتا ہے (جب تک بچہ ماں کے پیٹ میں رہے اُسے فیٹس (Fetus) ہی کہتے ہیں۔)

آٹھویں ہفتہ کے بعد بارہویں ہفتے سے پہلے نمو (Developing) اور بالیدگی (Growth) کا عمل سست روی سے جاری رہتا ہے، اِس دوران خاص اور عام تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں اور فیٹس (Fetus) کا سائز بڑھ جاتا ہے۔

بارہویں ہفتہ تین ماہ مکمل ہونے کے بعد لڑکا یا لڑکی کو ایک دوسرے سے علیحدہ شناخت کیا جا سکتا ہے (یہ وہ مرحلہ ہو جو انشاۃ کا ہے اور اِس مرحلہ میں انسانی بچہ کو رُوح عطا کی جاتی ہے)۔''

ڈاکٹر کیتھ ایل مور کے اس نقطۂ نظر کی وضاحت تصاویری صورت میں ہفتہ وار بیان کی جا رہی ہیں تاکہ مزید وضاحت ہو جائے۔

پہلا ہفتہ:

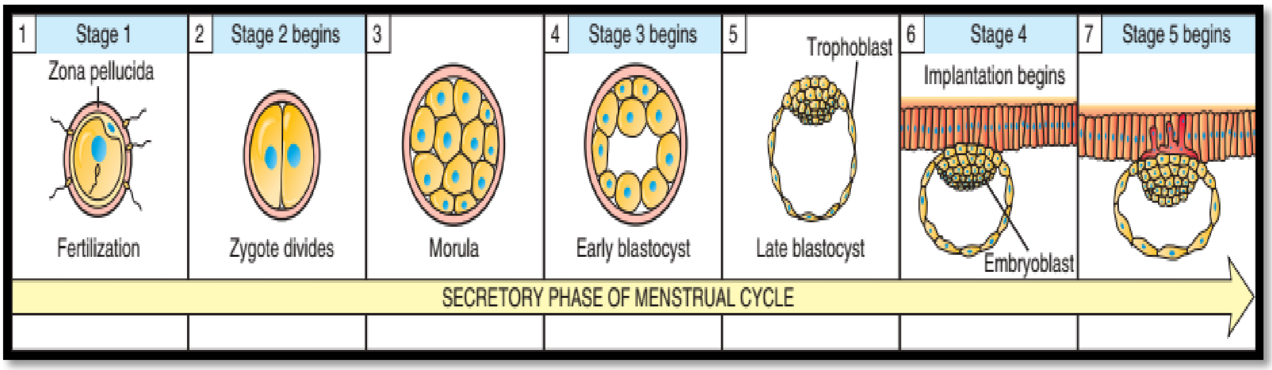

دوسرا ہفتہ:

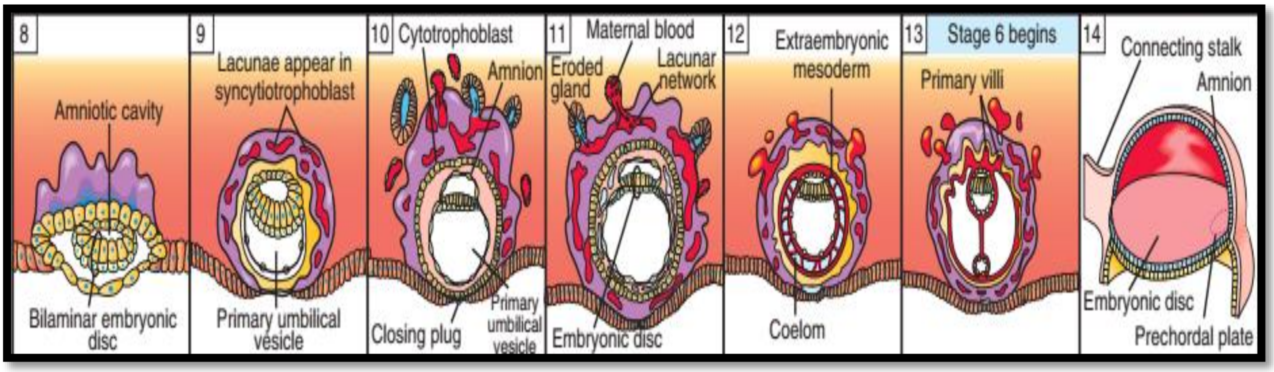

تیسرا ہفتہ:

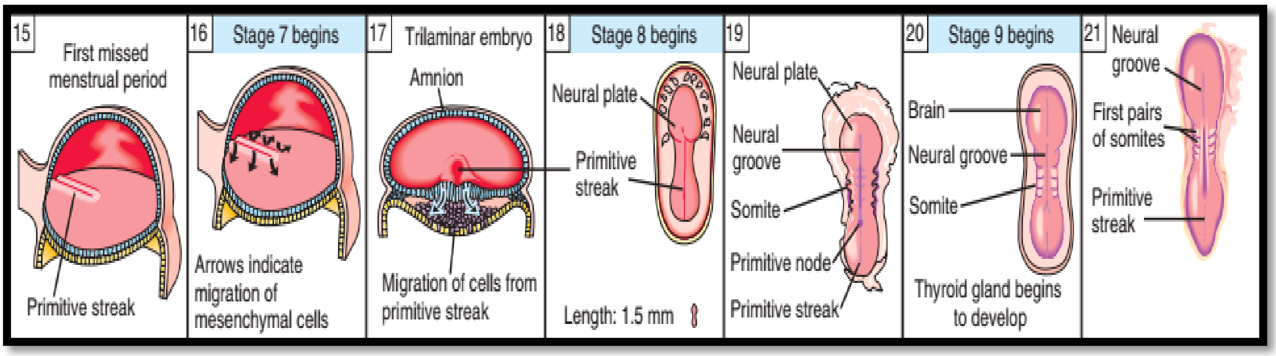

چوتھا ہفتہ:

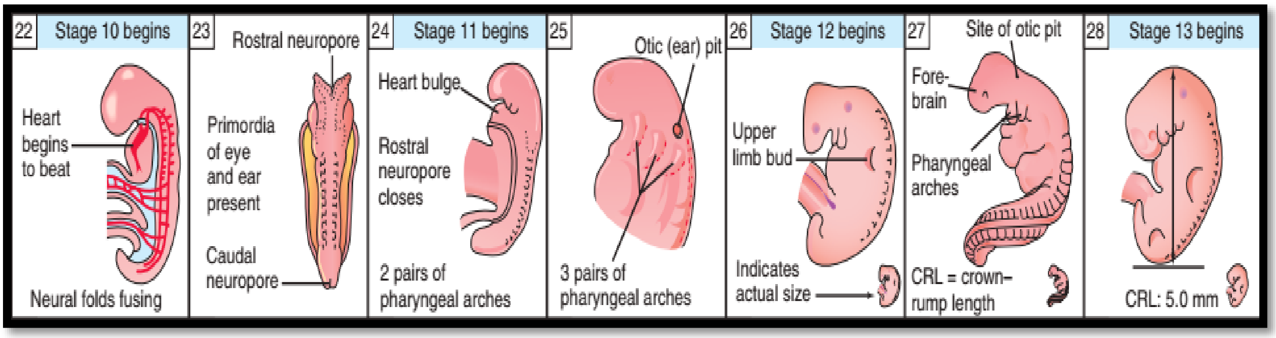

پانچواں ہفتہ:

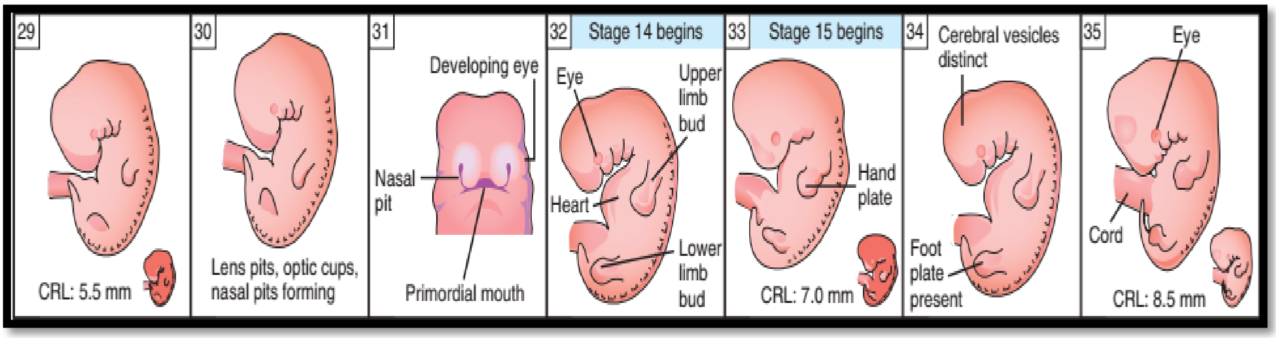

چھٹا ہفتہ:

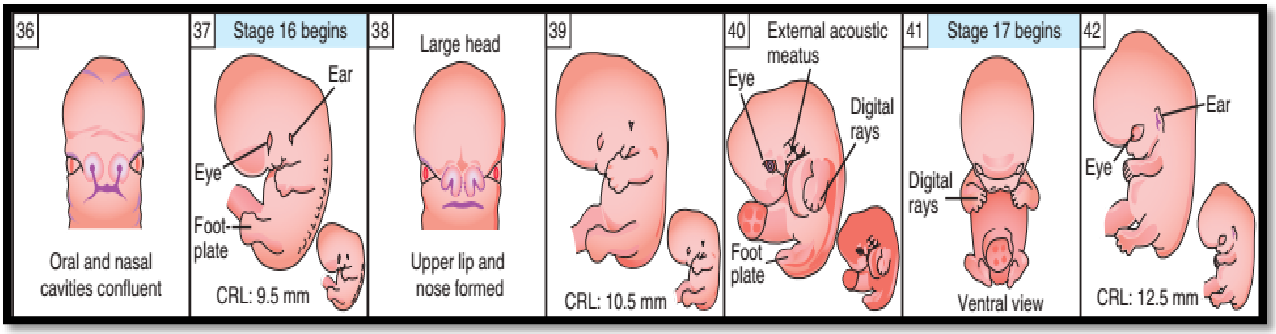

ساتواں ہفتہ:

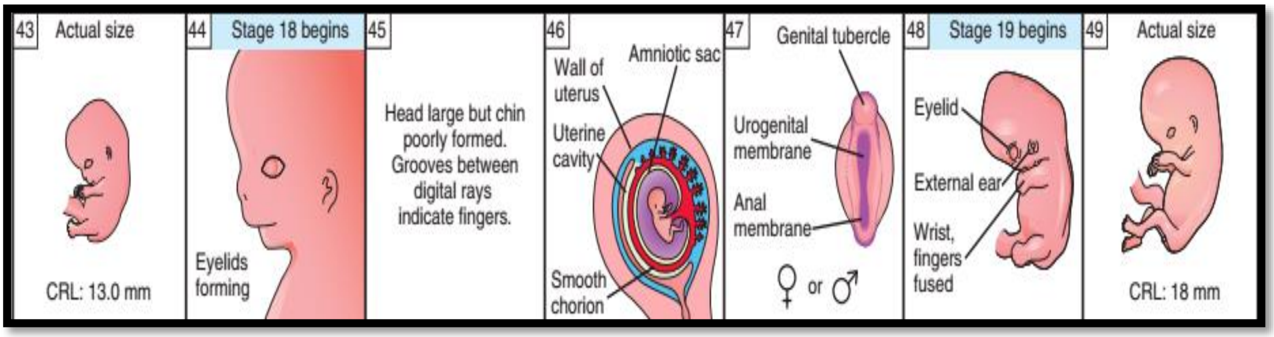

آٹھواں ہفتہ:

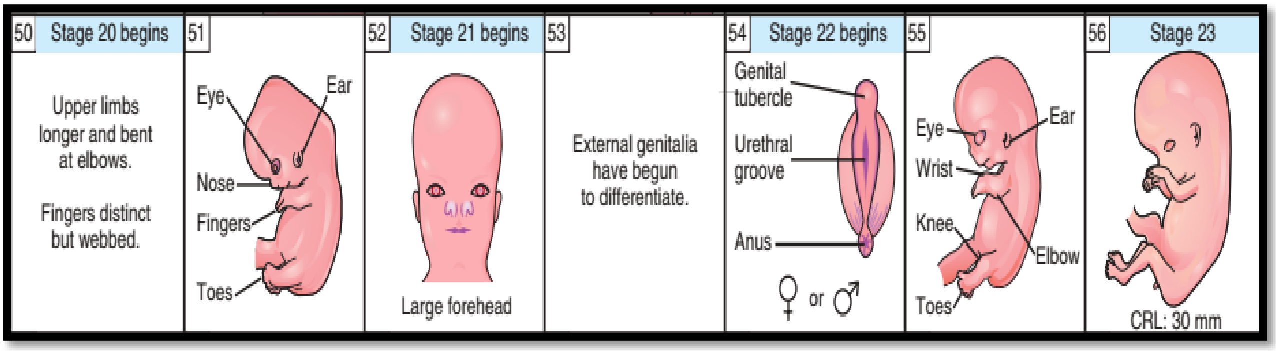

نواں ہفتہ:

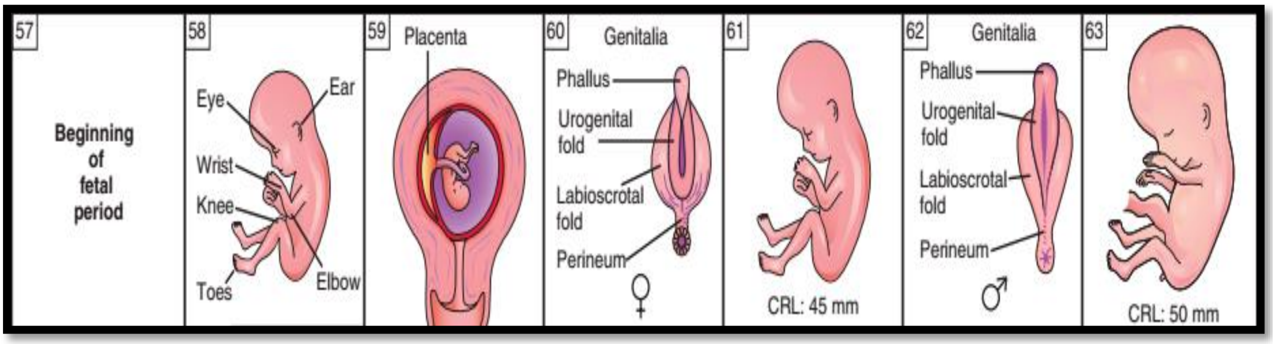

دسواں ہفتہ:

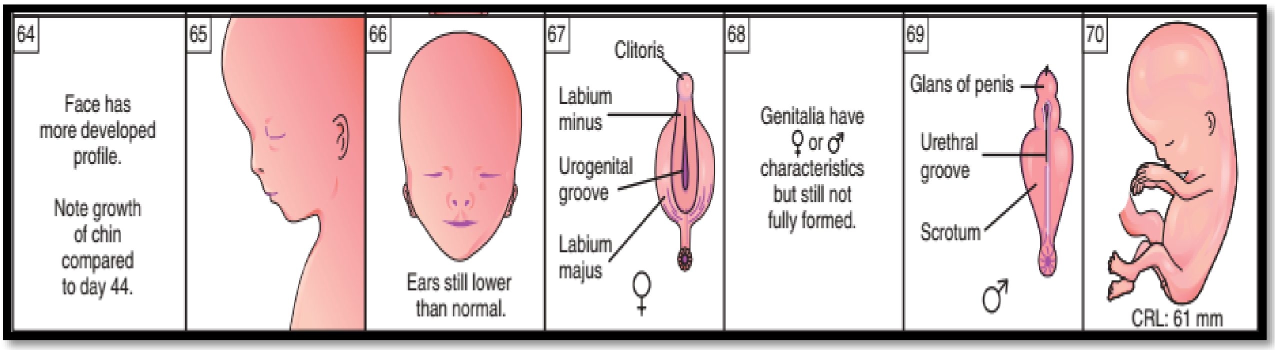

خلاصہ:

۱۔"نطفه، علقه، مضغه اور عظام" حمل کے ابتدائی چھ ہفتوں میں اپنے مراحل پورے کر لیتے ہیں۔

۲۔ساتویں اور آٹھویں ہفتے میں شکل و صورت بنتی ہے اور "لحم" کا مرحلہ بھی اسی دوران ہوتا ہے۔

۳۔آٹھویں ہفتہ کے بعد جنین آدمی کی صورت کا ہو جاتا ہے اور چھوٹا سا انسان لگتا ہے، اعضاء کی تخلیق کا مرحلہ پورا ہو جاتا ہے اور اس کے بعد جنین فیٹس (Fetus) کہلاتا ہے۔

۴۔تیسرے ماہ میں اعضاء تناسل بن جاتے ہیں اور مذکر و مؤنث (بچہ یا بچی) کا فرق واضح ہو جاتا ہے۔

۵۔ گزشتہ فصل کے مطابق دوسرے ماہ کے اختتام میں جنین میں رُوح ڈالے جانے کا مرحلہ آتا ہے، جب کہ اِس فصل میں ڈاکٹر کیتھ ایل مور کے مطابق تین ماہ مکمل ہونے کے بعد وہ لمحہ آتا ہے جس میں انسانی بچہ کو رُوح عطا کی جاتی ہے۔

فقہاء کی آراء اور طبّی تحقیق میں تقابل

فقہاء کی آراء فقہ حنفی کی رائے بھی یہی ہے کہ چار مہینے میں ہے جنین پورا ہوتا ہے[28] اور یہی رائے فقہ مالکی"[29] اور فقہ شافعی کی اکثریت کی بھی ہے۔[30] البتہ فقہائے شوافع میں سے علامہ ابن الزملکانی[31] کی رائے یہ ہے کہ "جنین رحمِ مادر میں ابتدائی ۴۰ دنوں میں نطفة، علقة اور مضغة کے مراحل پورے کر لیتا ہے۔"[32]

ترجیح و وجوہِ ترجیح

راجح قول:

جمہور علماء و فقہاءِ کرام نے حدیث ابنِ مسعودؓ (إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا،ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ) کے ظاہر کو لے کر یہ رائے قائم کی ہے کہ جنین میں نفخِ روح ۱۲۰ دن یا ۱۳۰ دن کے بعد ہوتی ہے، یعنی ۵ ویں مہینہ کی ابتداء میں اور اس رائے کی بنیادی وجہ متوفی عنھا زوجھا کی عدّت کو بیان کیا ہے، پھر اِس کی اشاعت ہوگئی اور یہ بات دور دور تک پھیل گئی، اِسی کو سب حقیقت سمجھنے لگے اور کسی نے شک نہ کیا، حتیٰ کہ بعض علماء نے تو اس پر اجماع نقل کر دیا ہے۔

جمہور علماء و فقہاءِ کرام نے حدیث ابنِ مسعودؓ کے ظاہر کو لے کر فیصلہ تو کر لیا لیکن دیگر کئی روایات مثلاً حدیثِ جابرؓ اور حدیث حذیفہؓ اور ابنِ مسعودؓ کی مسلم والی روایت کو نظر انداز کر دیا، اِن احادیث کے ظاہر سے یوں ہی گزر گئے اور ان تمام روایات کو ابنِ مسعودؓ کی روایت پر محمول کر دیا، یہ تعبیر دُرست نہیں ہے۔

جنین میں نفخِ روح کے حوالہ سے ترجیحی قول یہ ہے کہ نفخِ روح ابتدائی ۴۰ دنوں کے فوراً بعد ہوتی ہے، یعنی رحمِ مادر میں ابتدائی ۴۰ دنوں کے بعد زندگی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔

وجوہِ ترجیح:

۱۲۰ دن کو ترک کر کے ۴۰ دن کو ترجیح دینے کی کئی وجوہات ہیں:

---

[28]- ابو بكر بن مسعود بن احمد،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،فصل فی بيان مقادير العدة وما تنقضى به،(بيروت،دار الكتب العلمية،1986)،ج3،ص195۔

[29]-الدسوقي،محمد بن احمد بن عرفة،حاشية الدسوقي على الشرح الكبير،باب فی احكام ام الولد،(بيروت،دار الفكر،س ن)،ج4،ص408۔

[30]- ابراهيم بن علي بن يوسف شيرازى ،المهذب في فقة الإمام الشافعي،باب مدخل،(بيروت،دار الكتب العلمية،س ن)،ج3،ص122۔

[31]-ابن الزملکانی کا پورا نام کمال الدین محمد بن ابو الحسن بن علی انصاری شافعی ابن الزملکانی ہے،8،شوال،667ھ میں پیدا ہوئے اور 16،رمضان،767ھ میں وفات پائی اور قاہرہ میں دفن ہوئے۔ جید علماء میں شمار ہوتے تھے، بڑے پائے کے مفسر قرآن تھے، بیسیوں فنون کے ماہر اور مصنف تھے، اصولِ دین، فقہ، اصولِ فقہ، نحو، خلاف، علوم الادب، بیان، معانی و عروض میں بے پناہ کمال رکھتے تھے، اسی طرح حساب اور فرائض میں بھی عبور حاصل تھا۔ محمد بن أبي بكر بن ناصر، علامه، الرد الوافر، بيروت، المكتب الإسلامي، 1393ھ، ص58

[32]-مفہوم از: الإعجاز في جسم الإنسان في القرآن والسنة،(مكتبة الكتاب الالكتروني الإسلامي،س ن)،ص98

- ✓ پہلی وجہ یہ ہے کہ حدیث ابنِ مسعودؓ میں اس بات کی تصریح موجود نہیں ہے کہ جنین میں نفخِ روح ۱۲۰ دن بعد ہوتی ہے، وہاں (مثل ذلک) کے الفاظ آئے ہیں، جو کہ مختلف چالیس چالیس دنوں کو واضح نہیں کرتے، یعنی روایت صراحتاً ۱۲۰ دن واضح نہیں کرتی ہے۔
- ✓ دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث ابنِ مسعودؓ کے الفاظ (إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا) سے یہ فہم ملتا ہے کہ نطفة، علقة اور مضغة رحمِ مادر میں چالیس دنوں میں مکمل ہو جاتے ہیں، يُجْمَعُ خَلْقُهُ سے یہ مفہوم لیا جا سکتا ہے۔
- ✓ وجوہِ ترجیح میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر دیگر تمام روایات کو حدیث ابنِ مسعودؓ پر محمول کریں تو کئی روایات کو نظر انداز کرنا لازم آئے گا، یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ تمام احادیث کو حدیثِ ابنِ مسعودؓ پر محمول کیا جائے، چونکہ یہ تو خود اپنی ہی ایک روایت اور روایتِ حذیفہؓ اور روایتِ جابرؓ کی مخالفت کر رہی ہے، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ایک روایت کو باقی روایات پر محمول کیا جائے، اس طرح ایک ہی مفہوم سامنے آتا ہے اور روایات اور سائنسی تحقیق میں تعارض بھی باقی نہیں رہتا ہے۔
- ✓ ابنِ مسعودؓ کی دوسری روایت (إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ) میں "مِثْلَ ذَلِكَ" کے بجائے "فِي ذَلِكَ" کے الفاظ آئے ہیں اور "فِي ذَلِكَ" کا مطلب ہوتا ہے کہ "اُسی وقت میں" جب کہ "مِثْلَ ذَلِكَ" میں وقت کا ذکر موجود نہیں ہے، یعنی ابتدائی ۴۰ دنوں میں ہی نطفة کے ساتھ ساتھ علقة اور مضغة بھی اپنے مراحل طے کریں گے، اسی لیے بہتر یہ ہے کہ "فِي ذَلِكَ" کی مناسبت سے "مِثْلَ ذَلِكَ" کا ترجمہ بھی اسی معنٰی کے مطابق کیا جائے۔
- ✓ قرآنِ کریم کی آیت (ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ) میں جنین کو نِک سُک سے درست کرنے کے بعد نفخِ روح کا ذکر ہے اور باب سوم (اعضاء کی پیدائش، تصاویر اور میڈیکل سائنس) کے مطابق جنین چھٹے ہفتہ میں اِس طرح درست ہو جاتا ہے اور چھٹے ہفتہ میں ۴۰ دن بھی پورے ہو جاتے ہیں، تو گویا ۴۰ دن بعد رُوح کا مرحلہ ہوتا ہے۔
- ✓ باب سوم (اعضاء کی پیدائش، تصاویر اور میڈیکل سائنس) میں میڈیکل تحقیق کے مطابق جنین میں حرکتِ ارادی دوسرے ماہ کے اختتام پر شروع ہو جاتی ہے، یہ ایسی حرکت ہوتی ہے جو ماں کو تو محسوس نہیں ہوتی لیکن یہ حرکت اِس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اب جنین میں رُوح ڈالی جا چکی ہے، کیوں کہ سادہ سی بات ہے کہ رُوح کے بغیر کوئی جاندار کیسے حرکت کر سکتا ہے؟ البتہ ایسی حرکتِ ارادی کہ جو ماں بھی محسوس کرے وہ چوتھے مہینہ میں ہوتی ہے۔ جب کہ جنین کا دل آٹھویں ہفتہ میں ہی دھڑکنا شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی دوسرے ماہ کے اختتام پر۔
- ✓ حدیث ابنِ مسعودؓ میں دنوں کے تعین کا احتمال موجود ہے، جب کہ ابنِ مسعودؓ کی دوسری روایت، جابرؓ کی روایت اور حذیفہؓ کی روایت میں صراحت کے ساتھ تقریباً ۴۰ دنوں کا ذکر ہے، یعنی ایک طرف ایک روایت ہے جو کہ محتمل ہے اور دوسری طرف متعدد روایات جو کہ صریح ہیں۔ اِسی لیے محتمل روایت کو ترک کر کے صریح روایات پر اعتماد کیا جا رہا ہے۔
- ✓ باب سوم (اعضاء کی پیدائش، تصاویر اور میڈیکل سائنس) کے مطابق جنین آٹھویں ہفتے تک انسانی تخلیقی مراحل سے گزر جاتا ہے اور دوسرا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے جسے "نشأة خلقا اخر" (نفخِ روح) کا نام دیا جاتا ہے، اس ہفتے کے بعد جنین ولادت تک فیٹس (Fetus) شمار ہونے لگتا ہے، یہ ایک ڈاکٹری اصطلاح ہے، مکمل بچہ بن جانے کے بعد ماں کے پیٹ میں ہونے کی صورت میں ڈاکٹر بچہ کو "فیٹس"

کہتے ہیں، یعنی ولادت تک یہی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، اِس سے پتہ چلتا ہے کہ تخلیقی مرحلہ ۱۲۰ دن بعد نہیں بلکہ دوسرے ماہ میں ہی پورا ہو چکا ہوتا ہے، تو ظاہر ہے کہ جب تخلیقی مرحلہ پورا ہو جائے تو قرآن و حدیث کے مطابق رُوح ڈال دی جاتی ہے۔

- ✓ حدیث ابنِ مسعودؓ کے ۱۲۰ دنوں والے مفہوم کو ثابت کرنے کے لیے جن روایات کا سہارا لیا جاتا ہے وہ ضعیف ہیں، اِسی لیے حدیث ابنِ مسعودؓ کو ترجیح نہیں دی گئی، مثلاً اِس روایت کا سہارا کہ:

"قال عبد الله قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : أن النطفة تكون في الرحم أربعين يوما على حالها لا تغير فإذا مضت الأربعون صارت علقة ثم مضغة كذلك ثم عظاما كذلك فإذا أراد الله أن يسوي خلقه بعث إليها ملكا فيقول الملك الذي يليه أي رب أذكر أم أنثى أشقي أم سعيد أقصير أم طويل أناقص أم زائد قوته وأجله أصحيح أم سقيم قال فيكتب ذلك كله فقال رجل من القوم ففيم العمل إذا وقد فرغ من هذا كله قال اعملوا فكل سيوجه لما خلق له۔"[33]

اسی طرح ایک اور ضعیف روایت بطورِ استدلال پیش کی جاتی ہے کہ:

"عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عِنْدَ بن أَبِي حَاتِمٍ إِذَا تَمَّتْ لِلنُّطْفَةِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْهَا مَلَكًا فَيَنْفُخُ فِيهَا الرُّوحِ "[34]

یہ دونوں احادیث ضعیف اور منقطع ہیں، پہلی حدیث جو کہ مسند احمد میں ہے، اِس حدیث کی تعلیق شعیب الارنوؤط[35] نے کی ہے اور تعلیق میں اِس روایت کو ضعیف اور منقطع قرار دیا ہے اور اِس کی سند (حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يُحَدِّثُ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) میں بھی کلام کیا ہے، کہا ہے کہ ابو عبیدہ نے اپنے والد سے نہیں سنی ہے یہ روایت، اور علی بن زید (هو ابن جدعان و ضعيف) اور ہشیم کے حوالہ سے کہا ہے کہ (هو ابن بشير، صرح بالتحديث)، جب کہ دوسری روایت (إِذَا تَمَّتْ لِلنُّطْفَةِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْهَا مَلَكًا فَيَنْفُخُ فِيهَا الرُّوحِ) کو حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے منقطع[36] کہا ہے اور فتح الباری شرح صحیح البخاری کی احادیث کی تخریج و تحقیق کرنے والے محقق نبیل بن منصور[37] نے بھی اِس روایت کو منقطع کہا ہے، اور اِس طرح کی اور بھی ضعیف روایات کے ذریعہ ابنِ مسعودؓ کی روایت کو ثابت کیا جاتا ہے۔

اِن تمام وجوہات کی بناء پر جنین میں نفخِ رُوح کے حوالہ سے ۴۰ دن بعد کو ترجیح دی گئی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ چالیسویں دن رُوح ڈال دی جاتی ہے یا ۴۰ دنوں کے کتنے دنوں بعد ڈالی جاتی ہے؟ اِس سوال کا حل اگلے باب (سوم) میں کیا جا رہا ہے۔

---

[33]۔ احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، (القاهرة، مؤسسة قرطبة، س ن)، ج1، ص78 حدیث نمبر: 3553۔

[34]۔ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحيح البخاری، كتاب القدر، (بيروت، دار المعرفة، 1379ھ)، ج11، ص482

[35]۔ احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، محقق: شعيب الارنوؤط، موسسة الرسالة، 2001ء، ح3553۔

[36]۔ فتح الباری شرح صحيح البخاری، كتاب القدر، ج11، ص486۔

[37]۔ نبيل بن منصور، ابو حذيفه، أنِيسُ السَّاري في تخريج وَتحقيق الأحاديث التي ذكرها الحَافظ ابن حَجر العسقلاني في فَتح البَاري، مؤسَّسَة السَّماحة، (بيروت مؤسَّسَة الريَّان، الباب حرف الهمزة)، 2005ء، ج1، ص310، ح: 212۔

نفخِ رُوح کے دن کا تعیّن

گزشتہ باب میں ترجیحی نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جنین میں نفخِ رُوح ۴۰ دن بعد ہوتی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اُس دن کا تعین کیا جائے جس دن جنین میں رُوح ڈالی جاتی ہے ؟

سائنسی حوالہ سے تو یہ ممکن نہیں ہے، کیوں کہ اب تک سائنس اُس دن کو متعین نہیں کر سکی ہے جس دن حرکتِ ارادی کی ابتداء ہوتی ہے،ہفتوں کے اعتبار سے تو سائنس نے تفصیل بتائی ہے لیکن دن کا تعین نہیں کیا ہے،اِسی لیے سائنسی وطبّی طور پر جنین میں نفخِ رُوح کی معرفت ممکن نہیں ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا روایات کی روشنی میں جنین میں نفخِ رُوح کے دن کا تعین کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟اِس سوال کے جواب کے لیے پہلے تمام روایات کو جمع کیا جائے گااور پھر کوئی نتیجہ نکالا جائے گا،روایات کو جمع کرنے پر جنین میں رُوح ڈالنے کے حوالے سے چار باتیں سامنے آتی ہیں:

۱۔ جنین میں چالیسویں یا پینتالیسویں رات کو رُوح ڈالی جاتی ہے،حدیث کے الفاظ ہیں:

"يَدْخُلُ الْمَلَكُ عَلَى النُّطْفَةِ بَعْدَ مَا تَسْتَقِرُّ فِي الرَّحِمِ بِأَرْبَعِينَ، أَوْ خَمْسَةٍ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً" (راوی حضرت حذیفہ بن اسیدؓ)

"إِنَّ النُّطْفَةَ إِذَا وَقَعَتْ فِي الرَّحِمِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَقَالَ أَصْحَابِي خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً نُفِخَ فِيهِ الرُوح "(راوی حضرت ابو طفیلؓ)

۲۔ جنین میں بیالیسویں رات کو رُوح ڈالی جاتی ہے،حدیث کے الفاظ ہیں کہ :

"إِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ ثِنْتَانِ وَأَرْبَعُونَ لَيْلَةً، بَعَثَ اللهُ إِلَيْهَا مَلَكًا" (راوی حضرت حذیفہ بن اسیدؓ)

۳۔ جنین میں چالیس راتوں بعد رُوح ڈالی جاتی ہے،حدیث کے الفاظ ہیں کہ :

"إِنَّ النُّطْفَةَ تَقَعُ فِي الرَّحِمِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ يَتَصَوَّرُ عَلَيْهَا الْمَلَكُ" (راوی حضرت حذیفہ بن اسیدؓ)

"إِذَا اسْتَقَرَّتْ النُّطْفَةُ فِي الرَّحِمِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا - أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً - بَعَثَ إِلَيْهَا مَلَكًا" (راوی حضرت جابرؓ)

۴۔ جنین میں چالیس اور بعض راتوں کے بعد رُوح ڈال دی جاتی ہے،حدیث کے الفاظ ہیں کہ :

"أَنَّ مَلَكًا مُوَكَّلًا بِالرَّحِمِ، إِذَا أَرَادَ اللهُ أَنْ يَخْلُقَ شَيْئًا بِإِذْنِ اللهِ، لِبِضْعٍ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً" (راوی حضرت حذیفہ بن اسیدؓ)

بظاہر تو روایات کے درمیان تعارض ہے لیکن کیا اِن روایات کے درمیان تطبیق ممکن ہے ؟جی ہاں روایات کے درمیان تطبیق ممکن ہے اور اس تطبیق کے نتیجہ میں جنین میں نفخِ روح کے حوالہ سے ایک متعین دن کا انتخاب بھی کیا جاسکتا ہے۔

روایات میں تطبیق:

- پہلی بات یہ ہے کہ تقریباً تمام روایات ۴۰ راتوں بعد نفخِ رُوح کو بیان کر رہی ہے،یعنی نفخِ رُوح چالیس دن بعد ہوتی ہے اس پر تمام روایات مشترک ہیں۔
- روایات میں اختلاف جنین کے اعتبار سے ہے، جنین میں رُوح ڈالنے کی کم سے کم مدت ۴۰ دن ہے اور زیادہ سے زیادہ ۴۵ دن ہے اور اکثر أجنة میں نفخِ روح ۴۲ ویں رات کو یعنی ۴۳ ویں دن ہوتی ہے، یہ بات حدیث کے اس جزء کی بناء پر کہی جارہی ہے (بِأَرْبَعِينَ، أَوْ خَمْسَةٍ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً)،اسے راوی کا شک نہیں کہیں گے،حقیقتاً راوی ثقہ ہیں،جس نے جیسے سنا ویسے ہی پہنچادیا اور یہاں راوی کے

قول میں شک کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے، کیوں کہ جب دیگر روایات کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی اسی طرح ہیں، گویا اس طرح تائید ہوتی ہے کہ أجنۃ کے اختلاف کی بناء پر نفخِ روح ہوتی ہے۔

- بالفرض اگر مان لیا جائے کہ (بِأَرْبَعِينَ، أَوْ خَمْسَةٍ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً) کے الفاظ راوی نے بطورِ شک بیان کیے ہیں، تو اس کا حل یہ ہے کہ اس حدیث کو اُس حدیث پر محمول کیا جائے جس میں راوی کو شک نہیں ہے، ایسا کر کے بقیہ روایات میں تطبیق دے دینی چاہیے، تطبیق اس طرح کہ ایک روایت میں (إِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ ثِنْتَانِ وَأَرْبَعُونَ لَيْلَةً) یعنی ۴۲ راتوں کا ذکر ہے، اور ایک روایت میں (لِبِضْعٍ وَأَرْبَعِينَ لَيْلَةً) کے الفاظ ہیں، گویا یہ روایت پچھلی روایت کے مطابق ۴۳ ایام کو شامل ہے، وہ اس طرح کہ ۴۰ کے بعد ۲ راتیں اور تیسری رات کا آدھا (بضع) میں شامل ہے۔
- باب سوم (اعضاء کی پیدائش، تصاویر اور میڈیکل سائنس) میں ہفتہ وار جنین کے مراحل کی تفصیل بیان ہوئی تھی، اُس تفصیل میں بار آوری اور استقرارِ نطفہ کے ایام کی ابتداء میں فرق بیان ہوا تھا جو یوں تھا کہ نطفہ کے رحمِ مادر میں داخل ہوتے ہی بار آوری کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور استقرارِ نطفہ بار آوری کے ایک ہفتہ بعد ہوتا ہے، تو (إِذَا اسْتَقَرَّتْ النُّطْفَةُ فِي الرَّحِمِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً) اور دیگر روایات میں تطبیق یوں کریں گے کہ جنین میں نفخِ روح استقرارِ نطفہ کے ۴۰ ویں دن ہوتی ہے اور بار آوری کے 47 ویں دن۔

روایات میں ترجیح:

روایات کے درمیان تطبیق اور موافقت کے بعد کوئی مہمل بات باقی نہیں رہتی ہے، کیوں کہ کچھ روایات مطلقاً بیان ہوئی ہیں جس میں استقرارِ نطفہ کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا ان کو مقید پر محمول کیا گیا ہے، جس کی بناء پر نتیجہ یہ نکلا کہ جنین میں نفخِ روح یعنی رحمِ مادر میں زندگی کے آثار استقرارِ نطفہ کے ۴۰ ویں دن اور بار آوری کے ۴۷ ویں دن پیدا ہوتے ہیں اور یہی راجح قول ہے۔

خلاصہ:

- جنین لغت کے اعتبار سے اُس بچے کو کہتے ہیں جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہو، ماں کے پیٹ میں موجود بچہ جنین اُس وقت کہلاتا ہے کہ جب مضغۃ (خون کا لوتھڑا) علقۃ (گوشت کے لوتھڑے) میں بدل جائے اور کچھ انسانی اعضاء کی بناوٹ ظاہر ہونے لگے۔
- رُوح کے حوالہ سے گفتگو کی جانی چاہیے یا نہیں؟ اِس کے متعلق دو آراء ہیں، ایک رائے کے مطابق اِسے موضوعِ بحث بنانا دُرست نہیں اور دوسری رائے کے مطابق رُوح کے حوالہ سے بحث کی ممانعت نہیں ہے۔ البتہ قرآن کریم میں رُوح کا لفظ "قرآنِ کریم، حضرت جبریل علیہ السلام، وحیِ الٰہی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، قوت وطاقت اور انسانی رُوح" کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اور رُوح کی مختلف کتب سے تعریف دیکھنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رُوح کی حقیقت ہے، رُوح زندہ و جاوید ہے، وجود رکھتی ہے اور متحرّک بھی ہے، اِس کا انکار نہیں کرنا چاہیے اور یہ اصل جسم انسانی سے مختلف ہے۔ اور رُوح اور حیات دو مختلف چیزوں کا نام ہے۔
- رحمِ مادر "ماں کے پیٹ میں موجود بچہ دانی" کے لیے استعمال ہوتا ہے اور حمل کا مطلب "اُٹھانا اور عورت کا حاملہ ہونا" ہے۔

- انسان کی پیدائش کے حوالے سے قرآنی آیات سے جو خلاصہ سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان چند چیزوں سے مل کر اور مختلف مراحل سے گزر کر پیدا ہوا ہے:

۱۔تراب(مٹی)	۲۔ماء(پانی)
۳۔نطفة، نطفة أمشاج(بے وقعت پانی)	۴۔علقة(خون کا لوتھڑا)
۵۔مضغة(گوشت کا لوتھڑا)	۶۔عظام(ہڈیاں)
۷۔لحم(گوشت)	۸۔نشأة(رُوح)
۹۔مخاض(ولادت)	

- تمام کتب سے روایات کے مجموعہ کو اکٹھا کر کے جائزہ لیا جائے تو رحمِ مادر میں زندگی پیدا ہونے یعنی رُوح ڈالے جانے کے متعلق تین طرح کی روایات ملتی ہیں:

  ۱۔ ۱۶۰دن (پانچ ماہ دس دن) کے بعد جنین میں رُوح ڈالی جاتی ہے۔

  ۲۔ ۱۲۰دن (چار ماہ) کے بعد جنین میں رُوح ڈالی جاتی ہے۔

  ۳۔ ۴۰ سے ۴۵دن (تقریباً ڈیڑھ ماہ) کے بعد جنین میں رُوح ڈالی جاتی ہے۔

- "نطفه، علقه، مضغه اور عظام" حمل کے ابتدائی چھ ہفتوں میں اپنے مراحل پورے کر لیتے ہیں۔
- ساتویں اور آٹھویں ہفتے میں شکل و صورت بنتی ہے اور "لحم" کا مرحلہ بھی اِسی دوران ہوتا ہے۔
- آٹھویں ہفتہ کے بعد جنین آدمی کی صورت کا ہو جاتا ہے اور چھوٹا سا انسان لگتا ہے، اعضاء کی تخلیق کا مرحلہ پورا ہو جاتا ہے اور اس کے بعد جنین فیٹس (Fetus) کہلاتا ہے۔
- تیسرے ماہ میں اعضاءِ تناسل بن جاتے ہیں اور مذکر و مؤنث (بچہ یا بچی) کا فرق واضح ہو جاتا ہے۔
- جنین کا دل دوسرے ماہ کے آخری عشرہ یا تیسرے ماہ کے پہلے عشرہ میں دھڑکنا شروع ہو جاتا ہے۔
- باب سوم کی فصل اول کے مطابق دوسرے ماہ کے اختتام میں جنین میں رُوح ڈالے جانے کا مرحلہ آتا ہے، جب کہ فصل دوم میں ڈاکٹر کیتھ ایل مور کے مطابق تین ماہ مکمل ہونے کے بعد وہ لمحہ آتا ہے جس میں انسانی بچہ کو رُوح عطا کی جاتی ہے۔
- آیات میں غور و فکر کرنے پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جنین میں رُوح ڈالے جانے کا وقت تخلیقی مراحل پورے ہونے کے فوراً بعد ہوتا ہے۔ یعنی آیات کی روشنی میں یہ حتمی فیصلہ ہوا کہ تخلیقی مراحل مکمل ہونے پر فوراً ہی جنین میں رُوح ڈال دی جاتی ہے۔
- راجح قول یہ ہے کہ جنین میں نفخِ رُوح ابتدائی چالیس دنوں کے بعد ہوتی ہے، اِس کی دو وجوہات ہیں:
  - ۱۔اِس حوالہ سے کئی احادیثِ صحیحہ مروی ہیں۔
  - ۲۔سائنسی تحقیق کا بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے، چونکہ چار ماہ سے قبل ہڈیاں بھی بن جاتی ہیں اور جنین میں حرکتِ غیر ارادی و ارادی ظاہر ہو جاتی ہے اور دل کی دھڑکن بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔
- کوئی ایک بھی صحیح یا حسن روایت نہیں ملتی جس سے جنین میں چار ماہ بعد نفخِ رُوح کے حوالہ سے واضح صراحت ملتی ہو۔

- جمہور فقہاء کے نزدیک جنین میں نفخِ رُوح چار ماہ بعد ہوتی ہے جب کہ فقہائے شوافع میں سے علامہ ابن الزملکانی کی رائے یہ ہے کہ ''جنین رحمِ مادر میں ابتدائی ۴۰ دنوں میں ہی نطفة، علقة اور مضغة کے مراحل پورے کرلیتا ہے۔''
- مناسب ہے کہ حدیث ابنِ مسعودؓ کے فہم کو بخاری کی روایت اور مسلم کی روایت کے ساتھ ملایا جائے اور دیگر پانچ چھ احادیث کو بھی ملا کر فہم لیا جائے۔
- نصوص سے راجح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نفخِ رُوح بار آوری کے ۴۷ ویں دن ہوتی ہے اور یہ استقرارِ نطفہ کا ۴۰ واں دن ہوتا ہے۔

سفارشات

اللہ رب العالمین کا شکر ہے کہ اُس نے ''رحمِ مادر میں زندگی کے آثار'' کے عنوان پر کام کرنے کے لیے بہت سے وسائل اور سہولیات عطا کیں، جس کی بناء پر اپنی کم علمی و ناقص فہمی کے ساتھ صرف چند چیزوں کا احاطہ ہو سکا، جب کہ اب بھی اِس موضوع کے کئی پہلوؤں پر قلم اُٹھانے کی ضرورت ہے۔

اِس موضوع کا ایک زاویہ سے ''اسقاطِ حمل'' سے تعلق جڑتا ہے، لہذا ضرورت ہے کہ اِس تحقیق کے مطابق ۱۲۰ دن سے قبل اسقاطِ حمل کی اجازت پر غور کیا جائے اور استقرارِ نطفہ کے ۴۰ دن بعد اسقاطِ حمل کو قطعاً حرام قرار دیا جائے، کیوں کہ جب جنین میں رُوح ڈال دی گئی تو اب زندگی شروع اور زندگی شروع ہونے کے بعد کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ اُس زندگی کو بلاعذرِ شرعی ختم کرے، بہر حال اِس زاویہ پر تحقیق کی ضرورت ہے۔

دوسرا اِس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اُن تمام قدیم و جدید فقہاء کی آراء کو اکٹھا کیا جائے جنہوں نے رحمِ مادر میں زندگی کے آثار پیدا ہونے کے حوالہ سے استقرارِ نطفہ کے ۴۰ دن کے بعد کی رائے اختیار کی ہے، تاکہ واضح طور پر یہ بات سامنے آسکے کہ کس حد تک فقہاء نے اِس فہم کو اختیار کیا ہے۔

ساتھ ساتھ اِس کی بھی ضرورت ہے کہ ۴۰ دن بعد والے فہم کے قائلین کی آراء کی دلائل کا جائزہ لیا جائے اور ۱۲۰ دن کے قائلین کی آراء اور دلائل کا بھی مجموعی طور پر جائزہ لیا جائے اور ایک حتمی اور راجح فہم سامنے لایا جائے۔

ایک آخری بات یہ ہے کہ رحمِ مادر میں زندگی کے آثار استقرارِ نطفہ کے ۴۰ دن بعد پیدا ہونے کے حوالہ سے جن فقہاء نے رائے اختیار کی ہے، اُنہیں اور جدید میڈیکل سائنس کے ماہرین ڈاکٹرز کو مل بیٹھ کر یا سیمینارز اور کانفرنسز کے ذریعہ بحث و مباحثہ کے بعد ایک حتمی رائے لا کر قرارداد پاس کی جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اِس ٹوٹی پھوٹی کاوش کو قبول فرمائے اور اِس میں جو غلطی و کوتاہی ہوئی ہو تو وہ معاف فرمائے۔